عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۱ | ۲۰ تا ۲۶ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۴ تا ۳۰ جنوری ۲۰۰۳ء | شمارہ: ۳۵

قیمت روپے

دینی مدارس اور قادیانی گروہ

نزولِ قرآن کا مقصد اور حاملینِ قرآن کی ذمہ داریاں

دین کی حقیقت

دشمن کب غالب آتا ہے؟

غیبت ایک اخلاقی برائی

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نشانیاں:

س:...... قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے ہیں' جبکہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت میں دوبارہ تشریف لائیں گے' براہ کرم قرآن و حدیث کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔ مزید برآں مسلمان انہیں کس طرح پہچانیں گے اور ان کی کیا کیا نشانیاں ہیں؟

ج:...... قرآن کریم اور احادیث طیبہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کو قیامت کی بڑی نشانیوں میں شمار کیا گیا ہے اور قیامت سے ذرا پہلے ان کے تشریف لانے کی خبر دی ہے' لیکن جس طرح قیامت کا وقت معین نہیں بتایا گیا کہ فلاں صدی میں آئے گی' اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا وقت بھی معین نہیں کیا گیا کہ وہ فلاں صدی میں تشریف لائیں گے۔

قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے: ''اور بے شک وہ نشانی ہے قیامت کی' پس تم اس میں ذرا بھی شک مت کرو۔'' (سورۂ زخرف)۔ بہت سے اکابر صحابہؓ و تابعینؒ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا قرب قیامت کی نشانی ہے' قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ میں ہے: ''اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے' مگر ضرور ایمان لائے گا اس پر اس کی موت سے پہلے قیامت کے دن وہ ہوگا ان پر گواہ۔'' (سورۂ نساء)

اور حدیث شریف میں ہے: ''اور میں سب لوگوں سے زیادہ قریب ہوں' عیسیٰ بن مریم کے کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا' پس جب تم اس کو دیکھو تو اس کو پہچان لینا' قد میانہ' رنگ سرخ وسفید' بال سیدھے' بوقت نزول ان کے سر سے گویا قطرے ٹپک رہے ہوں گے' خواہ ان کو تری نہ بھی پہنچی ہو' ہلکے رنگ کی دو زرد چادریں زیب تن ہوں گی' پس صلیب کو توڑ ڈالیں گے' خنزیر کو قتل کریں گے' جزیہ کو بند کریں گے اور تمام مذاہب کو معطل کردیں گے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام کے سوا تمام ملتوں کو ہلاک کردیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں مسیح دجال کذاب کو ہلاک کردیں گے' زمین میں امن و امان کا دور دورہ ہوجائے گا' یہاں تک کہ اونٹ شیروں کے ساتھ' چیتے گائے کے ساتھ' بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چریں گے اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے' ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچائیں گے' پس جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا' زمین پر رہیں گے' پھر ان کی وفات ہوگی' پس مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور انہیں دفن کریں گے۔'' (مسند احمد صفحہ ۴۳۷ جلد ۲' فتح الباری صفحہ ۴۹۳ جلد ۶ مطبوعہ لاہور' التصریح بما تواتر فی نزول المسیح ص ۱۶۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے جو واقعات احادیث طیبہ میں ذکر کئے گئے ہیں' ان کی فہرست خاصی ہے' (جو) مختصراً (یہ ہیں):

☆ آپ سے پہلے حضرت مہدی کا آنا ☆ آپ کا عین نماز فجر کے وقت اترنا ☆ حضرت مہدی کا آپ کو نماز کے لئے آگے کرنا اور آپ کا انکار فرمانا ☆ نماز میں آپ کا قنوت نازلہ کے طور پر یہ دعا پڑھنا: ''قتل اللہ الدجال'' (اللہ تعالیٰ دجال کو قتل کردے) ☆ نماز سے فارغ ہوکر آپ کا قتل دجال کے لئے نکلنا ☆ دجال کا آپ کو دیکھ کر سیسے کی طرح پگھلنے لگنا ☆ ''باب لد'' پر آپ کا دجال کو قتل کرنا اور اپنے نیزے پر لگا ہوا دجال کا خون مسلمانوں کو دکھانا ☆ قتل دجال کے بعد تمام دنیا کا مسلمان ہوجانا' صلیب کے توڑنے اور خنزیر کو قتل کرنے کا عام حکم دینا ☆ آپ کے زمانہ میں امن وامان کا یہاں تک پھیل جانا کہ بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ اور چیتے گائے بیلوں کے ساتھ چرنے لگیں اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلنے لگیں ☆ کچھ عرصہ بعد یاجوج ماجوج کا نکلنا اور چار سو فساد پھیلانا ☆ ان دنوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے رفقاء سمیت کوہ طور پر تشریف لے جانا اور وہاں خوراک کی تنگی کا پیش آنا ☆ بالآخر آپ کی بددعا سے یاجوج ماجوج کا یکدم ہلاک ہوجانا اور بڑے بڑے پرندوں کا ان کی لاشوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینکنا اور پھر زور کی بارش ہونا اور یاجوج ماجوج کے بقیہ اجسام اور تعفن کو بہا کر سمندر میں ڈال دینا ☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عرب کے ایک قبیلہ بنوکلب میں نکاح کرنا اور اس سے آپ کی اولاد ہونا ☆ ''فج الروحا'' نامی جگہ پہنچ کر حج وعمرہ کا احرام باندھنا ☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر حاضری دینا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ اطہر کے اندر سے جواب دینا ☆ وفات کے بعد روضۂ اطہر میں آپ کا دفن ہونا ☆ آپ کے بعد مقعد نامی شخص کو آپ کے حکم سے خلیفہ بنایا جانا اور مقعد کی وفات کے بعد قرآن کریم کا سینوں اور صحیفوں سے اٹھ جانا ☆ اس کے بعد آفتاب کا مغرب سے نکلنا' نیز دابۃ الارض کا نکلنا اور مومن و کافر کے درمیان امتیازی نشان لگانا وغیرہ وغیرہ۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرستِ اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

جلد: ۲۱ | ۲۰ تا ۲۶ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۴ تا ۳۰ جنوری ۲۰۰۳ء | شمارہ: ۳۵

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلسِ ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ 4
نزول قرآن کا مقصد اور حاملین قرآن کی ذمہ داریاں (مولانا ابوالحسن علی ندویؒ) 6
دین کی حقیقت (حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ) 9
مظلوم کی بددعا سے بچو! (مولانا شمس الحق ندوی) 14
اطمینان قلب کی دولت (مولانا محمد الحسنیؒ) 16
دشمن کب غالب آتا ہے؟ (مولانا عبدالکریم پاریکھ) 17
بدگمانی اور بدزبانی (مولانا محمود اشرف عثمانی) 21
میدان کارزار میں رومی سردار کا قبول اسلام (حافظ محمد سعید لدھیانوی) 23
غیبت……ایک اخلاقی برائی (مولانا جمیل احمد بالاکوٹی) 24

زرِ تعاون اندرون ملک
فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

زرِ تعاون بیرون ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت،
مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph: 7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوۃ

ادار یہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ختم نبوت کے مقدس نام کا غلط استعمال

قادیانیوں کے ہفت روزہ رسالے ''لاہور'' کی ایک سابقہ اشاعت میں ایک مراسلہ شائع ہوا تھا جس میں قادیانی مراسلہ نگار نے اپنے روایتی خبث باطن کا مظاہرہ کرتے ہوئے قادیانیوں کو مسلمانوں کا ایک فرقہ ظاہر کرنے کی فرسودہ اور مسترد شدہ سوچ پھر دہرائی' ختم نبوت کے مقدس نام کا غلط استعمال کیا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے خلاف شدید ہرزہ سرائی کی۔ مراسلہ نگار لکھتا ہے:

''ایک طرف حکومت کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ فرقہ واریت کو مٹا کر دم لے گی اور دوسری طرف ہر ڈیڑھ دو ماہ کے بعد کسی نہ کسی بہانہ سے یہ مجلس (یعنی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) باہر سے آدمی منگوا کر یہاں اجلاس کرتی ہے' اور ختم نبوت کے مقدس نام پر اس اجلاس میں احمدیوں کو جی بھر کر کوستی ہے اور انہیں کافر و مرتد قرار دیتی ہے۔''

(ہفت روزہ ''لاہور'' ۲۳/نومبر ۲۰۰۲ء)

ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ قادیانی ایک ہی سانس میں کتنے جھوٹ بک سکتے ہیں۔ پہلے تو انتہائی چالاکی سے مراسلہ نگار نے فرقہ واریت کے خاتمے کی بات حکومت سے منسوب کی اور پھر ساتھ ہی قادیانیوں کا تذکرہ شروع کر دیا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اجلاسوں میں انہیں کوسا جاتا ہے اور کافر و مرتد قرار دیا جاتا ہے' گویا فرقہ واریت کے خاتمے کی آڑ میں ان کے خیال میں قادیانیوں کی تکفیر پر بھی پابندی لگائی جانی چاہئے کیونکہ ان کے خیال میں چاہے پوری دنیا قادیانیوں کو کافر سمجھتی ہو لیکن قادیانی تو خود کو مسلمان ہی سمجھتے ہیں۔ جناب! فرقہ واریت کا مطلب ہے کسی ایک مذہب کے پیروکاروں کے درمیان فرقہ بندی' اس کے ساتھ قادیانیوں کا تذکرہ کہاں سے آ گیا؟ قادیانیت کا تو اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت نے ان لوگوں کو جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان نہیں لائے' کافر و مرتد قرار دیا ہے اور انہیں جی بھر کر کوسا ہے۔ قادیانیوں کی کتابیں ایسی ہفوات سے بھری پڑی ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے ایک جگہ لکھتا ہے:

''ہر ایک شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا اور یا محمدؐ کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔''

(کلمۃ الفصل ص:۱۱۰)

قادیانیوں کا سابقہ خلیفہ اور مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا محمود لکھتا ہے:

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔''

(آئینہ صداقت ص ۳۵)

قادیانیوں نے مسلمانوں کو کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دے کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خود محاذ جنگ کھولا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو اپنی ذات قرار دیا اور خود کو نعوذ باللہ ''محمد رسول اللہ'' قرار دیا۔ وہ لکھتا ہے:

''محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم'' اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۴ روحانی خزائن ص ۲۰۷ ج ۱۸)

قادیانیوں کے اخبار ''الفضل'' نے اپنی ایک اشاعت میں لکھا:

''یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔''

(الفضل ۱۷/ جولائی ۱۹۲۲ء)

قادیانیوں کی ان ہرزہ سرائیوں کے بعد پوری امت مسلمہ نے عموماً اور تمام فرقوں کے علمأ کرام نے خصوصاً متفقہ طور پر قادیانیوں کو کافر قرار دیتے ہوئے یہ کہا کہ قادیانی مسلمانوں کا کوئی فرقہ نہیں بلکہ قادیانیت' اسلام سے ہٹ کر ایک الگ مذہب ہے۔ اس لئے قادیانیوں کو مذکورہ بالا حوالہ جات کے بعد مسلمانوں کا ایک فرقہ گردانتا اسلام اور

مسلمانوں کے ساتھ بدترین مذاق اور قابل تعزیر جرم ہے۔ مزید براں کافر سازی کی ابتدا تو خود قادیانیوں نے کی ہے'اس کا طعنہ مسلمانوں کو دینا بجائے خود غلط ہے۔

مراسلہ نگار نے اپنے مراسلے میں ''ختم نبوت کے مقدس نام'' کا بھی حوالہ دیا ہے' مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کی تحریرات سے چند اقتباسات اس حوالے سے بھی درج کر دیئے جائیں تاکہ عوام الناس کو قادیانیوں کے ''ختم نبوت کے مقدس نام'' سے متعلق خیالات کا اندازہ ہو جائے۔ ملاحظہ فرمایئے:

''میں بار بار بتلا چکا ہوں کہ میں (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) بموجب آیت و آخرین منھم لما یلحقوا بھم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاؑ ہوں' اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص۱۰' روحانی خزائن ص۲۱۲ ج۱۸)

''اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا' جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے' پس مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے' جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔''

(کلمۃ الفصل ص:۱۵۸)

''ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔''

(ملفوظات ج۱۰ ص۱۲۷)

''یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۳ روحانی خزائن ص۳۵۴ ج۲۱)

دیکھا آپ نے؟ ''ختم نبوت کے مقدس نام'' کی قادیانیوں نے کیسی مٹی پلید کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔ ان حوالہ جات میں انہوں نے ''ختم نبوت کے مقدس نام'' کا کھلا انکار کیا ہے اور بزعم خود ''ختم نبوت کے مقدس نام'' کو حضرت محمد رسول اللہ کے بجائے مرزا غلام احمد قادیانی سے منسوب کرنے اور ''ختم نبوت کے مقدس تاج'' کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر سے کھینچ کر مرزا غلام احمد قادیانی کو پہنانے کی مذموم کوشش کی ہے۔ کیا ان عقائد و نظریات کے بعد بھی کوئی ذی عقل قادیانی اپنے مذہب کو ''فرقہ'' اور اس کے خلاف باتوں کو ''فرقہ واریت'' کا نام دینے کی جسارت کرے گا؟ کیا اب بھی مسلمانوں کو ''ختم نبوت کے مقدس نام'' کے استعمال پر طعنہ زنی کا نشانہ بنانا قادیانیوں کو زیبا ہے؟ کیا ان حوالہ جات کو پیش کرنے کے بعد بھی قادیانی اپنے آپ کو کافر و مرتد قرار دینے پر مسلمانوں کو حق بجانب قرار نہیں دیں گے؟ کیا ان مذکورہ بالا ہرزہ سرائیوں کے بعد بھی قادیانی امت اپنے آپ کو اس قابل سمجھتی ہے کہ اسے کوسا نہ جائے؟

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے خلاف قادیانی مراسلہ نگار کی جانب سے جس ہرزہ سرائی کا مظاہرہ کیا گیا ہے' اس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قادیانی مراسلہ نگار اور قادیانی ہفت روزے ''لاہور'' اور اس کی انتظامیہ کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا حق محفوظ رکھتی ہے جس کا استعمال انشاء اللہ کسی بھی مناسب موقع پر کیا جا سکتا ہے۔

علامہ شاہ احمد نورانی کے خسر کی رحلت

متحدہ مجلس عمل کے سربراہ اور جمعیت علماؑ پاکستان کے صدر علامہ شاہ احمد نورانی کے خسر مولانا فضل الرحمٰن مدنی گزشتہ دنوں مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ وہ زندگی بھر جوار رسول میں رہ کر دین کی خدمات انجام دیتے رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام ارکان علامہ شاہ احمد نورانی صاحب کے اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔

حافظ ریاض درانی کی والدہ کی رحلت

جمعیت علماؑ اسلام کے سیکریٹری اطلاعات حافظ ریاض درانی کی والدہ محترمہ اور حضرت مولانا مہابت خان مرحوم کی اہلیہ گزشتہ دنوں رحلت فرما گئیں۔ مرحومہ کو حضرو میں ان کے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ تمام ارکان حافظ ریاض درانی صاحب کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ تمام احباب سے درخواست ہے کہ مرحومہ کے لئے ایصال ثواب کا اہتمام کرتے ہوئے ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعا فرمائیں۔

نزولِ قرآن کا مقصد اور حاملینِ قرآن کی ذمہ داریاں

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

"ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین." (سورۃ جمعہ:۲)

اللہ تعالیٰ کے کلام سے تعلق رکھنے والی ہر چیز خواہ وہ حفظ ہو یا تجوید' تفسیر ہو یا قرآن مجید کی تلاوت' بڑی معزز اور مکرم چیز ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ساتھ ہی آپ کے منصب نبوت کے فرائض اور اس کی ذمہ داری کے سلسلے میں فرمایا:

"وہ پاک ذات ہے جس نے ان پڑھوں میں ایسا پیغمبر مبعوث فرمایا جو ان کو قرآن مجید کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کی تربیت فرماتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے' اگرچہ وہ اس سے پہلے بڑی کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔"

منصب نبوت اور اس کا کام:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب نبوت کے چار شعبے ہیں جو گویا فرائض چہارگانہ ہیں۔

تلاوت آیات:

تلاوت آیات پہلا فریضہ اور پہلا شعبہ ہے' یہ بھی اتنی اہم چیز اور ایسا بلند فریضہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے منصب نبوت کے شعبوں میں سب سے پہلے اسی کو ذکر فرمایا ہے۔

تزکیہ نفس:

دوسرا شعبہ یزکیھم نفوس کی تربیت کرنا' مہذب بنانا' اخلاق رذیلہ نکالنا اور اخلاق فاضلہ پیدا کرنا اور وہ وصف پیدا کرنا جس کا قرآن مجید میں دوسری جگہ ذکر ہے:

"اور لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور اس کو تمہارے دلوں میں مرغوب کر دیا' اور کفر اور فسق اور عصیان سے تم کو نفرت دے دی' ایسے لوگ راہ راست پر ہیں۔" (سورۃ الحجرات:۷)

نزول قرآن کا اہم ترین مقصد:

قرآن مجید کے نزول کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ الفاظ وحروف کی شکل میں' کتابوں میں اور اس کے بعد سینوں میں محفوظ ہو جائے کہ لوگ اس کو پڑھ سکیں اور اس کو سنا سکیں' اس کو یاد کریں اور پڑھتے رہیں' بلکہ نزول قرآن کا اہم ترین مقصد یہ ہے کہ عقائد کی اصلاح ہو' قلب اور نفوس کی اصلاح ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں فریضوں کی تکمیل فرمائی۔ صحابہ کرامؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس محنت کا زندہ ثبوت تھے۔ ان کے نفوس کیسے مصفیٰ تھے' ان کی کیسی تربیت ہو چکی تھی کہ کفر و شرک کی نفرت ان کے دلوں میں بیٹھ چکی تھی' اور ایمان کی محبت اور ایثار کا مادہ ان کے اندر پیوست ہو چکا تھا' عبادت کا ذوق ان پر غالب آ چکا تھا' خدمت خلق کا جذبہ ان کے اندر نمایاں تھا' ان کے اندر سے نفسانیت کا کانٹا نکل چکا تھا' حب دنیا ان کے اندر سے بالکل ناپید ہو چکی تھی' حب جاہ کا خاتمہ ہو چکا تھا' صحابہ کرامؓ میں سے ایک ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب تزکیہ کا زندہ ثبوت ہے۔

تعلیم کتاب:

تیسرا شعبہ کتاب وحکمت یعنی کتاب کی تعلیم دینا' پہلے قاری تلاوت کرتا ہے' پھر تزکیہ کا عمل کرتا ہے' اس میں قرآن مجید کی تفسیر' اس کے حقائق کا بیان' اس کے علوم کا اظہار اور مقاصد قرآن کی تشریح وتفصیل سب شامل ہے' یہ ہے:

"یعلمھم الکتاب والحکمۃ"

"ان کو سکھاتے ہیں علم اور حکمت۔"

پھر اس کی بھی ضرورت ہے کہ قرآن مجید کے طالب علموں' اس کے حاملین اور سامعین میں تعلق پیدا کیا جائے' یہ وہ چیز ہے جس کی طرف اشارہ ہے:

"من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین"

"اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا کرتا ہے۔"

یہ درحقیقت حامل قرآن کے فرائض چہارگانہ اور حامل قرآن کی ذمہ داریاں اور اس کے کمالات اور اس کی سیرت ہے' اس کے بعد صحابہ کرامؓ میں جو علماء تھے اور جن کے علم کی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف فرمائی' اور جن حضرات کی طرف رجوع ہونے کا مشورہ دیا۔ مثلاً حضرت ابی بن کعبؓ آپ نے ان کی بہت تعریف کی ہے اور ان کی خصوصیت بیان کی ہے کہ قرآن مجید سے ان کو خاص مناسبت تھی' حضرت زیدؓ بن ثابت کاتب وحی تھے' قرآن مجید کا بہت بڑا علم رکھتے تھے' حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے قرآن مجید پڑھنے کی تعریف آپ نے خود فرمائی تھی' حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے متعلق آپ نے دعا فرمائی:

"اللھم علمہ الکتاب وفقھہ فی الدین"

"اے اللہ! ان کو کتاب کا علم عطا فرما اور دین کی سمجھ دے۔"

یہ حضرات ان چاروں صفات کے جامع یعنی قرآن مجید کے قاری بھی تھے' اور معلم الکتاب بھی تھے اور معلم حکمت بھی اور مزکی بھی تھے۔

حامل قرآن کی ذمہ داریاں:

اصل میں حامل قرآن کا کام صرف تلاوت' اس کو پڑھ کر سنا دینا' صحیح طور پر یاد کر لینا اور اس کو صحت کے ساتھ ادا کر دینا اور کسی مجلس میں' کسی جلسہ میں قرآن مجید پڑھ دینا نہیں ہے' بلکہ حامل قرآن کی بہت بڑی ذمہ داری ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اس شخص کو عذاب دیا جائے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کا علم دیا وہ رات کو سویا رہا یہاں تک کہ صبح کی نماز قضا ہوگئی۔"

قرآن مجید کی بڑی ذمہ داری ہے' اس کو یاد کرنے کی اور اس کو یاد رکھنے کی' اس پر عمل کرنے کی یہی وجہ تھی کہ جب جنگ یمامہ پیش آئی' جو اسلام کی شدید ترین جنگوں میں سے ایک جنگ ہے' جس میں زور کا رن پڑا اور گھمسان کی لڑائی ہوئی اور کشتوں کے پشتے لگ گئے' بس ایک موت کا بازار گرم تھا اور کسی طرح فیصلہ نہیں ہوتا تھا کہ میدان جنگ میں ایک صحابیؓ نے للکارا اور کہا: اے حاملین قرآن! اور وہ لوگ جن کے سینوں میں قرآن ہے! آج قرآن پر عمل کر کے دکھاؤ اور قرآن پر قربان ہو جاؤ' اس لئے کہ اگر یہ ارتداد کا فتنہ ختم نہ ہوا تو قرآن مجید کا باقی رہنا مشکل ہے' چنانچہ جو حفاظ تھے وہ آگے بڑھے اور فیصلہ کر لیا' بے جگری کے ساتھ لڑے اور پروانوں کی طرح نثار ہوئے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطھرۃ بایدی سفرۃ کرام بررۃ۔" (سورۂ عبس)

معلوم ہوا کہ حاملین قرآن کی یہ تصویر' "کرام بررۃ" ہونی چاہئے' حاملین قرآن کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرشتوں کی صف ہے' بلکہ معلوم ہوا کہ جو قرآن مجید کو اٹھائے اور سینے میں رکھنے کا حوصلہ کرے اس کو ایسا بننا چاہئے۔

"لایمسہ الا المطھرون" اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ اس قرآن مجید کو مطہر ہی چھوئیں۔ صحابہ کرامؓ میں جو لوگ قرآن مجید کے حفاظ ہوتے تھے' اور جن میں قرآن مجید کا علم ہوتا تھا' وہ ممتاز اور اپنے اخلاق و تقویٰ اور عبادت میں دوسرے سے بڑھے ہوئے ہوتے تھے' اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب میدان احد میں شہداء کی لاشوں کو دفن کرنے لگے تو قرآن مجید جس کو زیادہ یاد ہوتا' اس کو پہلی صف میں رکھتے جاتے اور فرمایا کرتے:

"یؤمکم من اقراکم"

"امامت وہ کرے جو زیادہ پڑھا ہوا ہو۔"

تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ خالی حافظ ہو' جس کو قرآن مجید کا علم زیادہ ہو' میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حفاظ کی بڑی ذمہ داری ہے۔

قرآن کی دولت سب سے بڑی دولت ہے:

میں آپ سے کہتا ہوں کہ یہ سوچ لیں کہ آپ کے سینہ میں اللہ کا کلام ہے' سر الٰہی ہے' علم الٰہی ہے' علم اعظم ہے' لوگ اسم اعظم کے پیچھے پڑتے ہیں' آپ کے سینہ میں علم اعظم ہے' اسی علم اعظم میں اسم اعظم بھی ہے' آپ تو حامل علم اعظم اور حامل اسم اعظم ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

قرآن کریم کی فضیلت میں فرمایا: ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملیں گی اور میں نہیں کہتا کہ "الم" ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے' لام ایک حرف ہے' میم ایک حرف ہے' دوسری جگہ ارشاد ہے:

"خیرکم من تعلم القرآن وعلمه"

دیکھ لیجئے! قرآن مجید کے کیسے کیسے فضائل ہیں' اگر حافظ تیس پارے پڑھے اور رمضان المبارک جیسے مقدس مہینہ میں پڑھے اور مسجد میں رمضان کی راتوں میں پڑھے اور اس کے بعد سو' دو سو' پانچ سو' روپیہ معاوضہ لے' حیرت کی بات ہے' کیسے ایک انسان اس پر تیار ہو سکتا ہے' ایک بزرگ کا واقعہ ہے ایک روز بہت جوش میں آ کر کہنے لگے: خدا کی قسم! اگر کوئی پورا ایک ملک پیش کرے اور کہے کہ پوری سلطنت لے لو اور ایک مرتبہ اللہ کہنے کا ثواب مجھے دیدو' واللہ! میں راضی نہ ہوں گا' اور ایک ایک حرف اللہ کا کلام ہے اور اس عالم میں سب سے بڑی قیمتی چیز جس کا براہ راست اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے اور جو سب سے بڑی دولت اس آسمان کے نیچے ہے وہ قرآن مجید ہے' اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نسبت ہے اور اللہ کا کلام ہے' اس کو کلام قدیم کہتے ہیں' یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ متکلم ہے اور یہ اس کا کلام ہے' اس سے بڑھ کر تو کوئی چیز ہو ہی نہیں سکتی' اس لئے اپنی قدر خود کرنا چاہئے اور سمجھنا چاہئے کہ آپ کے پاس کیا دولت ہے' اگر آپ کو پتہ چل جائے کہ آپ کے پاس کیا دولت ہے' تو آپ کے قدم زمین پر نہ پڑیں' کسی امیر کی دولت کی وقعت آپ کے دل میں نہیں ہو سکتی' اگر ہوتی تو ہزار بار استغفار کرتے کہ ارے میرے دل میں' میرے سینے میں اللہ کا پورا کلام ہے اور میں اس تاجر کو' اس وزیر کو معزز سمجھتا ہوں۔

حضرت حافظ ابن تیمیہ فرماتے تھے کہ میرے دشمن میرا کیا بگاڑ لیں گے؟ میری جنت تو میرے سینہ میں ہے' وہ مجھ سے کیا چھین لیں گے میں تو اپنی جنت لئے پھر رہا ہوں' اللہ کا کلام اور اللہ کا علم میرے سینہ میں ہے' میرا باغ تو میرے ساتھ ہے' وہ مجھے کیا قید کریں گے؟ میں تو بالکل آزاد ہوں' جہاں بھی رہوں گا آزاد رہوں گا۔

ایک مرتبہ میں حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک گاڑی میں بیٹھا ہوا جا رہا تھا' میں نے عرض کیا کہ حضرت! اس سفر میں قرآن مجید میں جو بات حاصل ہوتی ہے اور سمجھ میں آتی ہے وہ گھر پر نہیں آتی تو حضرت خوش ہوئے اور دوسروں کو مخاطب کیا کہ دیکھو مولانا کیا کہہ رہے ہیں' یہی بات ہے۔

میدان جہاد میں جن لوگوں نے قرآن مجید کو سمجھا تھا اور خدمت کے میدانوں میں جنہوں نے قرآن مجید کو سمجھا تھا اور محنت کے میدانوں میں جنہوں نے قرآن مجید کو سمجھا تھا' ان کی سمجھ تو ہمارے یہاں قرآن مجید پڑھنے سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

قرآن مجید کی مناسبت پیدا کرنے کے لئے مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو قرآن مجید کی تعظیم کرنے کی' اس پر عمل کرنے کی اور اس کا لطف لینے کی اور اس سے قرب حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆

شہد کی مکھیاں

ایک درویش حلوائی کی دکان پر بیٹھے ہوئے تھے نصیحت کی باتیں کر رہے تھے اتنے میں شہد کے طشت میں مکھیوں کا ہجوم ہوا حلوائی نے حسب عادت پنکھے سے انہیں اڑایا جو مکھیاں کنارے پر تھیں وہ اڑ گئیں جو شہد میں پھنسی تھیں وہ وہیں پھنسی رہیں' اس درویش پر اس مشاہدہ سے ایک حالت طاری ہو گئی (حال آ گیا) جب ہوش میں آئے تو حلوائی نے اس حال کا سبب پوچھا؟ بزرگ نے کہا کہ: اے بھائی طشت دنیا ہے اور شہد اس کی نعمتیں ہیں اور مکھیاں دنیا والے ہیں' جو مکھیاں کنارہ پر بیٹھی تھیں وہ فقیر' خدا دوست ہیں کہ تھوڑی دنیا پر قناعت کرتے ہیں' حرص نہیں کرتے جو شہد کے اندر ہیں وہ حریص لالچی ہیں جب موت کا پنکھا ہلا تو وہ جو کنارہ پر ہیں وہ مثل حریص دنیادار کے ہیں ان کو مشکل کا سامنا ہے۔

(مرسلہ: محمد عظیم)

ختم نبوۃ

دین کی حقیقت

حقیقی دینداری:

ہماری حالت یہ ہے کہ ہم دین کی حقیقت کو نہیں سمجھتے' اس لئے محض نماز' روزہ کر کے اپنے کو دین دار سمجھتے ہیں' حالانکہ معاملات و معاشرت وغیرہ بھی سب دین ہیں حتی کہ پیشاب پاخانہ کرنا اور ان سے فراغت حاصل کرنا بھی دین ہے' گو ظاہر میں راحت نفس ہے مگر ان کاموں میں اگر نیت درست رکھی جائے تو سب دین کے کام ہیں مثلاً پیشاب و پاخانہ اس نیت سے کرو کہ اس سے فارغ ہو کر طبیعت ہلکی ہوگی اور تندرستی قائم رہے گی' تو نماز وغیرہ میں دل لگے گا' اس نیت سے یہ کام بھی باعث ثواب ہوں گے۔ حدیث میں ہے ایسی حالت میں نماز نہ پڑھو کہ تم کو بول و براز کا تقاضا ہو۔ اب دیکھئے کہ اس وقت نماز پڑھنا حرام اور پیشاب پاخانے سے فراغت حاصل کرنا واجب ہے۔ یہ شخص دنیا کے کام میں نہیں بلکہ دین کے کام میں ہے کیونکہ اس حالت میں یہ حکم شرعی کا اتباع کر رہا ہے۔ پس دین کی حقیقت اتباع امر ہے۔ جس وقت جس کام کا شریعت امر کرے اس وقت وہی دین ہے۔ فقط نماز' روزہ ہی دین نہیں بلکہ نماز وغیرہ بھی اسی وقت تک دین کے کام ہیں جب کہ امر کے مطابق ہوں' اگر اتباع امر نہ ہو تو یہ بھی دین میں داخل نہیں۔ مثلاً نماز خلاف امر ہو جیسے طلوع آفتاب یا غروب کے وقت پڑھی جائے تو بجائے ثواب کے گناہ ہوگا' روزہ کیسی اچھی عبادت ہے مگر خلاف امر ہو تو وہ بھی دین کا کام نہیں' مثلاً کوئی شخص عید کے دن روزہ رکھے اور تمام دن غیبت بھی نہ کرے' ذکر و شغل ہی میں مشغول رہے اور تمام آداب صیام کی رعایت کرے مگر شام کو یہ شخص مردود ہے کیونکہ اس دن روزہ رکھنا خلاف امر ہے۔ ایسے ہی کوئی شخص حج کرے مگر ذوالحجہ کی نویں تاریخ کے بجائے دسویں کو وقوف عرفہ کرے تو اس کا حج مردود ہے کیونکہ اس نے خلاف امر کیا۔ پس معلوم ہوا کہ دین کی حقیقت حکم کا اتباع ہے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

انسان اور دوسری مخلوقات کی عبادت میں فرق:

چنانچہ حضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب (مہاجر مکیؒ) نے آیت ''وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون'' میں یہی نکتہ بیان فرمایا تھا' کیونکہ ظاہر میں اس آیت پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے' وہ یہ کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے جن و انس کو عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے' حالانکہ دوسری آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کے علاوہ بھی تمام مخلوق عبادت میں مشغول ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

''کیا تم کو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ کے سامنے سب عاجزی کرتے ہیں جو کہ آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت سے آدمی بھی۔''

اس سے معلوم ہوا کہ پہاڑ اور درخت اور تمام جانور عبادت کرتے ہیں اور ان میں کوئی قید بھی نہیں لگائی اور انسان کے لئے ''کثیر من الناس'' (بہت سے آدمی) کی قید بھی ہے' جس کا حاصل یہ ہے کہ انسان تو سب کے سب عبادت نہیں کرتے اور درخت جانور وغیرہ کو بلا قید بیان فرمایا ہے' جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ سب کے سب عبادت میں مشغول ہیں' تو وصف عبادت میں بظاہر دوسری مخلوق انسان و جن سے بڑھی ہوئی ہیں' پھر بھی پہلی آیت میں عبادت کو انسان و جن کے لئے تخصیص کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ ان کو محض عبادت ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس اشکال کا جواب حضرت حاجی صاحب کی ایک تحقیق سے معلوم ہوتا ہے۔ حاجی

ختم نبوۃ

صاحب نے بطور نکتے کے فرمایا تھا کہ عبادت کا مادہ ''عبد'' ہے' جس کے معنی ہیں غلام اور اس لفظ میں غایت ذلت کا اظہار ہے' چنانچہ لغتاً عبادت کے یہی معنی ہیں' اسی لئے عبادت کا درجہ حق تعالیٰ کے لئے خاص ہے' غیر اللہ کی عبادت جائز نہیں۔

اللہ کے پسندیدہ نام:

حق تعالیٰ کو عبادت بہت پسند ہے حتیٰ کہ نام رکھنے میں بھی اس کی رعایت کو حدیث میں مستحب کہا گیا ہے۔ حدیث میں ہے' ''احب الاسماء الی اللہ عبداللہ و عبدالرحمن'' حق تعالیٰ کو سب ناموں سے زیادہ محبوب عبداللہ و عبدالرحمن ہیں' جن کے لفظوں ہی سے بندگی اور غلامی کا اظہار ہے۔

عورتوں کو اگر شبہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے وہ نام نہ بتائے جو حق تعالیٰ شانہ کو پسند ہوں تاکہ ہم بھی وہی نام رکھا کریں تو یاد رکھو کہ اس حدیث میں عورتوں کے لئے بھی نام موجود ہیں ''عبد'' کا مؤنث ''امۃ'' ہے تو عورتوں کو ''امۃ اللہ'' و ''امۃ الرحمٰن'' نام رکھنا چاہئے۔ اس کے معنی ہیں خدا کی بندی جیسے عبداللہ کے معنی ہیں خدا کا بندہ۔ ہر چند کہ حق تعالیٰ کے نام بہت ہیں مگر حدیث میں عبد کی اضافت اللہ اور رحمٰن کی طرف خصوصیت سے اس لئے کی گئی ہے کہ ان دو ناموں میں ایک خاص ترجیح ہے' وہ یہ کہ اللہ اسم علم ہے' باقی تمام نام اسمائے صفات ہیں۔ صفات میں سے رحمٰن کو یہ ترجیح ہے کہ اس میں مبالغہ زیادہ ہے' اس لئے لغتاً رحمٰن کا اطلاق غیر خدا پر نہیں کیا جاتا' تو گو حقیقت میں یہ بھی اسم صفت ہے مگر غلبہ استعمال کی وجہ سے اسم علم کے مشابہ ہے' باقی مسیلمہ کذاب کا اپنے کو رحمٰن سے موسوم کرنا محض اس کی شرارت تھی ورنہ لغتاً اس لفظ کا خدا تعالیٰ کے ساتھ مختص ہونا اسے بھی معلوم تھا مگر جس طرح فرعون اپنے کو الٰہ کہتا تھا' بہر حال ان دو ناموں کے اندر دوسرے ناموں سے ایک خاص وجہ وہ ترجیح ہے لیکن اگر حق تعالیٰ کے دوسرے ناموں کی طرف عبد یا امۃ کو مضاف کر کے نام رکھا جائے تو وہ بھی نفس فضیلت میں ان ہی دونوں جیسے ہوں گے (گو کسی قدر فرق سہی) پس اگر نام رکھنے میں اس کی رعایت کی جائے یا کرے تو اچھا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ناموں کو عبد یا امۃ کو مضاف کر کے نام رکھا جائے۔

مگر آج کل لوگ ان ناموں کو بہت کم اختیار کرتے ہیں دوسرے امور کی رعایت کو مقدم سمجھتے ہیں مثلاً قافیہ وغیرہ کی' ایک صاحب کی عادت تھی کہ وہ اپنی اولاد کے نام اس وزن پر رکھتے تھے: بسم اللہ' الحمد للہ' قل ھو اللہ وغیرہ۔ ایک ظریف نے کہا کہ اب کے بچہ پیدا ہو تو اس کا نام ناقۃ اللہ' بیت اللہ رکھ دینا۔ وہ بڑے بگڑے کہ یہ بھی کوئی نام ہے۔ کہنے لگے: صاحب قرآن میں موجود ہیں' اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی؟

عورتوں کی تو عجیب بات ہے' ان کے یہاں قافیہ وغیرہ کے علاوہ ناموں میں ایک اور بات بھی دیکھی جاتی ہے کہ نام زبان پر چلنے والا ہو' رواں ہو' وہ ایک نام کو مکرر سکرر چند مرتبہ کہہ کر دیکھتی ہیں کہ یہ نام رواں بھی ہے یا نہیں؟ اگر ان کی زبان پر بے تکلف رواں ہو گیا تو اچھا ہے ورنہ برا۔ ہمارے وطن میں ایک بی بی ہیں' ان کی لڑکیوں کے نام امۃ المنان کے قافیے پر ہیں۔ جب اس قافیے کے بہت سے نام ہو گئے اور پھر ایک لڑکی پیدا ہوئی تو مجھ سے کہا گیا کہ اس کا نام رکھو' میں نے کہا کہ اس قافیے پر صرف دو نام رہ گئے ہیں اور دونوں عورتوں کی صفت میں کہے گئے ہیں: ایک وصف حضرت علیؓ نے بیان فرمایا ہے اور ایک حضرت فاطمہؓ نے' حضرت علیؓ نے عورتوں کو شیطان کہا ہے اور حضرت فاطمہؓ نے ریحان فرمایا ہے تو اب اس بچی کا نام ریحان رکھ دو یا شیطان رکھ دو۔ شیطان تو بھلا کون رکھتا' اس کا نام ریحان ہی رکھا گیا اور واقعی لفظاً و معنیً دونوں حیثیتوں سے یہ نام بہت ہی موزوں ہے' مگر باوجود ان تمام خرابیوں کے ایک بڑی بی اس نام کو چند مرتبہ مکرر کہہ کر کیا فرماتی ہیں کہ یہ کیا نام رکھا ''ریاں' ریاں''! میں نے کہا: سبحان اللہ! تم نے اس نام کی اچھی گت بنائی' اور یہ جو میں نے کہا تھا کہ یہ نام حضرت فاطمہؓ کے کلام میں ہے' اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے ہنسی کے طور پر عورتوں کی مذمت میں ایک شعر حضرت فاطمہؓ کے سامنے پڑھا:

ان النساء شیاطین خلقن لنا
نعوذ باللہ من شر الشیاطین

ترجمہ: ''عورتیں شیاطین ہیں جو ہمارے لئے پیدا کی گئی ہیں' ہم شیاطین کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔''

تو حضرت فاطمہؓ نے اس کے جواب میں فرمایا:

ان النساء ریاحین خلقن لکم
وکلکم یشتھی شم الریاحین

ترجمہ: ''عورتیں وہ پھول ہیں جو تمہارے لئے پیدا کی گئی ہیں' ہر ایک تم سے پھول سونگھنے کی خواہش رکھتا ہے۔''

عورتوں میں ناموں کے متعلق ایک اور بات دیکھی جاتی ہے کہ یہ نام کچا ہے یا پکا' جیسے ترکاریاں

بعض کچی بعض پکی ہوتی ہیں ایسے ہی عورتوں کے یہاں ناموں کی بھی دو قسمیں ہیں۔ نامعلوم ناموں کا کچا پکا ہونا انہیں کیسے معلوم ہوتا ہے یہ عورتوں کے خاص علوم ہیں جو مردوں کو بھی معلوم نہیں۔ چنانچہ عبداللہ اور عبدالرحمن کی نسبت کہا کرتی ہیں کہ یہ پکا پکا نام ہے جیسے بڈھوں کا نام ہوتا ہے۔ پکا نام ان کے نزدیک وہ ہے جو بڑھاپے کے مناسب ہو اور کچا نام وہ ہے جو بچپن کے مناسب ہو۔ باقی اس کی پہچان کہ کون سا نام بچپن میں پھبتا ہے؟ اور کون سا بڑھاپے میں؟ یہ عورتوں ہی کو حاصل ہے۔ صاحب! مردوں کی فہم اس سے قاصر ہے مگر میں کہتا ہوں کہ اچھا ہم نے مانا کہ عبداللہ نام پکا ہے تو عورتوں کو پھر بھی یہ نام اپنی اولاد کا ضرور رکھنا چاہئے کیونکہ اس میں فال نیک ہے کہ بچہ بڑھا ہوگا پس یہ تو اور وجہ ترجیح ہوگئی نہ کہ وجہ انکار کیونکہ عورتیں تو ایسے فال شگون کی بہت معتقد ہوتی ہیں تو وہ اس نام کو فال نیک ہی سمجھ کر اختیار کرلیا کریں۔

انسان کی حقیقت:

خیر یہ گفتگو بیچ میں ناموں کے متعلق بطور جملہ معترضہ کے آگئی تھی میں یہ کہہ رہا تھا کہ عبادت کا مادہ "عبد" ہے جس سے معلوم ہوا کہ انسان عبدیت کے لئے پیدا ہوا ہے اور عبدیت خدا کو پسند ہے جس کی دلیل میں نے ابھی بیان کی ہے۔ ایک مقدمہ تو یہ ہوا اب دیکھنا یہ ہے کہ دوسری مخلوقات کی اطاعت کس قسم کی ہے؟ سو انسان کی اطاعت اور دوسری مخلوقات کی اطاعت میں بڑا فرق ہے۔

اس کو پہلے اپنے خادموں کے اندر دیکھ لو ہمارے یہاں دو قسم کے خادم ہوتے ہیں ایک تو نوکر ہوتا ہے اور ایک غلام۔ نوکر کی خدمات اکثر متعین ہوا کرتی ہیں گو اس سے مختلف قسم کے کام لئے جائیں مگر پھر بھی باوجود عموم کے اس میں کچھ مستثنیات بھی ہوا کرتے ہیں مثلاً جو نوکر آپ کی ڈیوڑھی کا ملازم ہے آپ اس سے گھر کے کام جتنے چاہیں لے لیں مگر اس سے پاخانہ نہیں اٹھوا سکتے وہ اس کام سے انکار کردیتا ہے کیونکہ اس کی خدمتیں متعین ہیں جن میں یہ خدمت داخل نہیں اس کو اس سے انکار کا حق ہے اور غلام کی خدمتیں متعین نہیں ہوتیں۔ اس سے ہر قسم کا ذلیل وخسیس اور نفیس وشریف (جائز) کام لیا جاسکتا ہے اس کو کسی خدمت سے انکار کا حق نہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آقا کو کسی مجلس یا محفل میں جانا ہے مگر خود کسی وجہ سے نہیں جاسکتا تو سلاطین و امراء کے قصوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ایسے مواقع میں اپنے غلام کو اپنا لباس پہنا کر بھیج دیا۔ اس وقت وہ غلام شاہی منصب کے فرائض انجام دیتا تھا کیونکہ اس وقت وہ بادشاہ کا نائب بنا ہوا ہے اور کبھی آقا بیمار ہے غلام اس کی تیمارداری کرتا اور بعض دفعہ اس کا پاخانہ تک اٹھاتا ہے۔ غرض غلام کے لئے کوئی خاص خدمت متعین نہیں۔ یہی (مثال) انسان و دیگر انواع خلق کی ہے کہ تمام مخلوق کے متعلق خاص خاص عبادات ہیں مگر انسان کے لئے کوئی عبادت خاص نہیں (انسان سے مراد مجموعہ انس وجن ہے)۔

ملائکہ اور دوسری مخلوقات کی عبادات:

مثلاً ملائکہ میں بعض کے لئے عبادت رکوع متعین ہے وہ رکوع ہی میں رہتے ہیں بعض کے لئے عبادت سجود متعین ہے وہ ہر وقت سجدے میں رہتے ہیں وہ ایک حال پر رہنے سے تھکتے نہیں کیونکہ وہ نور سے بنے ہیں اور نور میں خاصیت ہے کہ اس میں تعب ونصب (تھکن) نہیں ہوتا۔ حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں:

"یسبحون اللیل والنھار لایفترون"

ترجمہ: "رات دن پاکی بیان کرتے ہیں اس سے تھکتے نہیں"

اسی طرح آسمان زمین وغیرہ کے لئے ایک ایک عبادت متعین ہے چنانچہ ان کی ایک عبادت تو محسوس ہے وہ یہ کہ جس کام کے لئے جو چیز بنائی گئی ہے اس کام میں آتی رہے جیسے پہاڑ جس کام کے لئے بنائے گئے ہیں اس کام میں لگے ہوئے ہیں زمین اپنے کام میں لگی ہوئی ہے آسمان چاند سورج سب ایک ایک کام میں لگے ہوئے ہیں یہ ان کی عبادت ہے چنانچہ آیت: "فقال لھا وللارض ائتیا طوعا او کرھا قالتا اتینا طائعین" کی تفسیر میں یہی کہا گیا ہے کہ حق تعالیٰ نے آسمان وزمین سے فرمایا کہ تم (جس کام کے لئے بنائے گئے ہو اس کے انجام دینے کے لئے) آؤ خواہ خوشی سے یا ناخوشی سے انہوں نے جواب دیا کہ ہم خوشی سے حاضر ہیں۔

غرض ان مخلوقات کا ان کاموں میں مستعمل ہوتے رہنا جن کے لئے یہ بنائے گئے ہیں ایک عبادت ہے یہ عبادت تو محسوس ہے اور ایک عبادت غیر محسوس ہے جیسے حق تعالیٰ شانہ نے ہر مخلوق کو ایک تسبیح جداگانہ تعلیم کردی ہے: "وان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لاتفقھون تسبیحھم" (کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ پاکی نہ بیان کرتی ہو لیکن اس کی تسبیح تم نہیں سمجھتے) گو اس میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض نے تسبیح حالی مراد لی ہے کہ ہر چیز اپنی حالت سے حق تعالیٰ کی قدرت و

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

پاکیزگی کو ظاہر کرتی ہے اور بعض نے تسبیح حقیقی مراد لی ہے کہ اہل کشف کا یہی قول ہے۔ وہ جمادات کی تسبیح کو سنتے ہیں' اس لئے وہ اس کو حقیقت پر محمول کرتے ہیں' میں نے کسی کتاب میں دیکھا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے بعض ملائکہ کو یہ تسبیح تعلیم کی ہے: ''سبحان الذی جمع بین الثلج والنار'' (پاک ہے اللہ جس نے برف و آگ کو جمع کردیا ہے)۔ ان فرشتوں کا آدھا جسم برف کا ہے اور آدھا جسم آگ کا ہے' نہ برف آگ کی گرمی کو کم کرتی ہے' نہ آگ برف کو پگھلاتی ہے' اس لئے ان کو یہ تسبیح تعلیم کی گئی ہے کہ پاک وہ ذات ہے جس نے برف اور آگ کو جمع کردیا' ملائکہ کی ایک جماعت کو تسبیح تعلیم کی گئی ہے: ''سبحان الذی زین الرجال باللحیٰ والنساء بالذوائب'' (پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھی سے زینت دی اور عورتوں کو زلفوں سے) اس پر شاید بعض لوگ خفا ہوں گے کہ یہ فرشتے تو روز ہماری برائی کرتے ہیں' ہم کو مردوں میں بھی شمار نہیں کرتے ہیں' بھائی! جب تم خود ہی اپنی مردانگی کی علامت کا صفایا کردو تو کوئی کیا کرے؟ غرض اسی طرح تمام مخلوق کا ذکر متعین ہے' ان کے سپرد ایک خاص عبادت ہے' اور انسان کی عبادت و خدمت متعین نہیں' ایک وقت میں نماز کا حکم ہے' ایک وقت میں نماز سے ممانعت ہے اور پاخانہ جانے کا حکم ہے' جس وقت کسی کو پاخانے پیشاب کا تقاضا ہو' اس وقت اس کو نماز پڑھنا مکروہ ہے' پاخانے جانا ضروری ہے' اس وقت اس کا پاخانہ جانا بھی عبادت میں داخل ہے' اس کو اس کام میں بھی نمازی کا ثواب ملے گا اور اگر اس وقت وہ نماز میں مشغول ہوا تو گناہ ہوگا' غرض کبھی اس کی نماز قضائے حاجت کے حکم میں ہے اور کبھی قضائے حاجت نماز کے حکم میں ہے' اسی طرح کبھی اس کو سونے کا حکم ہے' کبھی جاگنے کا حکم ہے' حدیث میں ہے کہ تمام رات مت جاگو: ''تیرے نفس کا تجھ پر حق اور تیری آنکھوں کا بھی تجھ پر حق اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے' پس ہر صاحب حق کے حق کو ادا کرو۔'' تو دیکھئے ایک مخصوص حصہ شب میں سونا مامور بہ ہوا اور وہ مخصوص حصہ ہر شخص کے مزاج کے مناسب ہوگا' جتنی دیر میں دماغ و جسم کا تعب زائل ہوجایا کرے' نیز اگر کسی شخص کو ذکر کرتے کرتے یا تہجد کی نماز پڑھتے ہوئے نیند کا غلبہ ہونے لگا تو اس کے لئے حدیث میں وارد ہے: ''لیرقد'' یعنی سو رہے ''لعلہ یستغفر فیسب نفسہ'' مبادا کہیں استغفار کرتے ہوئے اپنے آپ کو برا بھلا ہی کہنے لگے مثلاً ''اللھم اغفرلی'' (اے اللہ مجھ کو بخش دے) کی جگہ ''اللھم اعفرلی'' ''عین'' سے کہنے لگے تو اس کے معنی برے ہیں جس میں اپنے اوپر بددعا ہے کہ مجھے مٹی میں ملادے اور یہاں تک بھی غنیمت ہے' بعض دفعہ نیند میں حق تعالیٰ کا نام غلط سلط نکلنے لگتا ہے' اس لئے میں مشورہ دیتا ہوں کہ ذکر میں جب نیند آنے لگے تو زبان سے ذکر فوراً بند کردو' اس وقت قلب سے توجہ اور خیال رکھو۔

ذکر قلبی کا اثبات:

کوئی شخص ذکر قلبی کو بے اصل سمجھ کر اس سے پریشان نہ ہو' یہ بھی احادیث سے ثابت ہے' صحیحین کی متفق علیہ روایت ہے' حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذکر اللہ علی کل احیانہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہر وقت میں ذکر اللہ کرتے رہتے تھے) اب بتایئے کہ ذکر ہر وقت میں زبان سے کیوں کر ہوسکتا ہے؟ بعض مواقع میں ذکر لسانی نہیں ہوسکتا' اب یا تو علی کل احیانہ (اپنے ہر وقت میں) میں مجاز کے قائل ہو جیسے کہ اس کے معنی فی اکثر احیانہ (وقت کے اکثر حصے میں) صوفیہ کے مذہب پر ذکر قلبی کے قائل ہو کر اس کو اپنے عموم پر رکھیئے اور یہی ظاہر ہے بلکہ صوفیہ کے نزدیک تو اصل ذکر قلبی ہی ہے یعنی اگر ذکر لسانی' ذکر قلبی سے خالی ہو تو وہ اس کو معتبر نہیں سمجھتے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ذکر لسانی میں اگر حضور قلب نہ ہو تو ذکر نہ کرے' چھوڑ بیٹھے' بلکہ مطلب یہ ہے کہ محض لسانی کو کافی سمجھ کر اس پر قناعت نہ کرے بلکہ ذکر قلبی کے لئے کوشش کرتا رہے اور وہ کوشش یہی ہے کہ لسانی پر دوام کرے' اور اس کے ساتھ دل کو متوجہ کرنے کی بھی عادت ڈالے' اس طرح ذکر قلبی حاصل ہوجائے گا۔ مولانا فرماتے ہیں:

''از صفت و از نام چہ زاید خیال
واں خیالش ہست دلال وصال

ترجمہ: ''صفت اور اسم سے تصور اور خیال پیدا ہوتا ہے اور پھر وہ تصور رہبر وصال بن جاتا ہے۔''

ایک جگہ فرماتے ہیں:

''مست ولا یعقل نہ از جام ہو
اے زہو قانع شدہ برنام ہو

ترجمہ: ''تم جام محبت سے مست ولا یعقل نہیں ہو' تم صرف نام حق پر بجائے محبت کے قناعت کئے ہوئے ہو۔''

اس میں نام پر قناعت کرنے سے منع

فرماتے ہیں' ذکر اسمی سے مطلقاً منع نہیں فرماتے کیونکہ یہ تو زینہ ہے ذکر قلبی کا اور وصول الی الذات (ذات تک پہنچانے) کا' اور اس حدیث سے زیادہ صریح دوسری حدیث میں : ''مــــن ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی و من ذکرنی فی ملأ ذکرته فی ملأ أخیر منه الحدیث۔ حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی مجھ کو اپنے دل میں یاد کرے' میں بھی اس کو اپنی ذات سے یاد کرتا ہوں اور جو کوئی مجھ کو جماعت میں یاد کرے' میں اس کو اس کی جماعت سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ اس میں تو ذکر نفسی کو ذکر جماعت کے مقابلے میں بیان فرمایا ہے' جس میں ذکر قلبی کے سوا اظہار اور کچھ مراد نہیں۔ گو یہ احتمال ہے کہ مقابلہ جماعت میں ذکر ہونے سے ذکر خلوت مراد ہو باللسان مگر ایک اور حدیث حاشیہ حصن حصین میں نقل کی ہے: ''یــفــضــل الذکر الخفی الذی لا یسمعه الحفظة سبعون ضعفاً'' (ذکر خفی جس کو نگہبان فرشتے بھی نہ سنتے ہوں ذکر جلی سے ستر گنا فضیلت رکھتا ہے) اس سے ذکر خفی کا ذکر جلی سے افضل ہونا ثابت ہوتا ہے۔

بہر حال یہ تو محض ان لوگوں کی تسلی کے لئے کہا گیا جو بدوں حدیث کے کسی بات کا ثبوت نہیں مانتے' ورنہ اصل حکم تو یہ تھا کہ جب نیند آئے سو رہو اور اس وقت ذکر کو بند کر دو لیکن میں نے ان لوگوں کے لئے جو ذکر کا بند کرنا ایسے حال میں گوارا نہیں کرتے یہ بتادیا کہ وہ ذکر قلبی کیا کریں۔

ذکر میں نیند آنے کا علاج:

حضرت مولانا گنگوہیؒ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت ذکر میں نیند بہت آتی ہے' اس کا کیا علاج ہے؟ مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا: اس کا علاج یہی ہے کہ بس تکیہ سر کے نیچے رکھ کر سو رہو۔ واقعی مشائخ محققین کی عجیب شان ہوتی ہے مگر محققین سے میری مراد وہ علماء نہیں ہیں جن کے صرف عقائد صحیح ہوں' ان کو تو اہل حق اور محق (اہل حق) کہنا چاہئے تو جب مشائخ اہل حق بولا جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ دکاندار نہیں' بدعتی نہیں ہیں' پیری و مریدی کو پیشہ نہیں بناتے۔ پس اہل حق اور محق تو دکانداروں اور بدعتوں کے مقابلے میں ہوتے ہیں مگر محقق ہونے کے لئے صرف محق ہونا کافی نہیں اور یہ ضروری نہیں کہ ہر محق محقق ہو' اس کی تفصیل یوں سمجھئے کہ محق ہونا تو ایسا ہے جیسے تندرست ہونا اور محقق ہونا ایسا ہے جیسے طبیب ہونا تو ظاہر ہے کہ ہر تندرست طبیب نہیں ہوتا اور نہ طبیب بننے کے لئے صرف تندرست ہونا کافی ہے۔ پس مشائخ محققین وہ ہیں جو عقائد صحیح کے ساتھ امراض نفس و معالجات نفس میں بھی ماہر ہوں۔ چنانچہ حضرت مولانا گنگوہیؒ محق ہونے کے ساتھ محقق بھی تھے' تو انہوں نے ذکر میں نیند آنے کا اچھا علاج بتایا کہ تکیہ سر کے نیچے رکھ کر سو رہو' پھر جب کچھ نیند سے بوجھ ہلکا ہو جائے' پھر کام شروع کر دو' واقعی اس کا بس یہی علاج ہے' اگر کوئی غیر محقق (غیر اہل حق) ہوتا تو نہ معلوم کیا کیا بتاتا۔

☆☆......☆☆

مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے

بھکر (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا عبدالستار حیدری نے کہا ہے کہ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو کافر قرار دیا جانا بہت ہی نیک اور مبارک عمل تھا۔ یہ تحریک حضرت شیخ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں چلائی گئی۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھکر کے رہنما ڈاکٹر دین محمد فریدی سے ایک ملاقات کے دوران کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ قادیانی نے مظلومیت کا لبادہ اوڑھ کر دوسرے ممالک اور معصوم عوام کو دھوکا دے رہے ہیں۔ ہم حکومت وقت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ قادیانی مرتد ہیں' لہٰذا مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے تاکہ یہ فتنہ مزید نہ پھیلے۔

ABDULLAH SATTAR DINA & SONS JEWELLERS
ASJ
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
GOLD, SILVER, BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
SHOP: 85, KUNDAN STREET, SARAFA BAZAR, MITHADER, KARACHI. PHONE: 7514972

ختم نبوۃ

مظلوم کی بددعا سے بچو!

حدیث میں آتا ہے:

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا رہتا ہے‘ پھر جب اس کو پکڑتا ہے تو وہ اس کی پکڑ سے نکل نہیں سکتا۔ (متفق علیہ)

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو‘ چاہے ظالم ہو یا مظلوم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر ایک شخص نے عرض کیا کہ اللہ کے نبی! مظلوم ہے تب تو اس کی مدد کروں گا‘ اگر ظالم ہے تو اس کی مدد کس طرح کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو ظلم سے روکو‘ یہی اس کی مدد ہے۔

ظلم کا مزا بڑا کڑوا ہے‘ اس کا انجام بہت ہی برا ہے‘ ظلم سے بڑھ کر کوئی اور گناہ خدا کے نزدیک قابل سزا نہیں‘ اللہ تعالیٰ نے ظالم کو جتنی دھمکی دی ہے اتنا کسی اور کو نہیں دی‘ فرمایا:

”ہم نے ظالموں کے لئے دوزخ کی آگ تیار کر رکھی ہے‘ جس کی قناتیں ان کو گھیر رہی ہوں گی اور فریاد کریں گے تو ایسے کھولتے پانی سے ان کی فریاد پوری کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح (گرم ہوا اور جو چہروں کو بھون ڈالے گا (ان کے پینے کا) پانی بھی برا‘ آرام گاہ بھی بری۔“ (سورۂ کہف: ۲۸)

دوسری جگہ فرمایا:

”جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے اور ظالموں کیلئے اس نے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔“ (الدھر: ۳۰)

ظلم کی بدترین شکل یہ ہے کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے‘ جب کہ سب کا خالق

مولانا شمس الحق ندوی

وہی ہے۔ حضرت لقمان حکیم کی زبان سے فرمایا:

”اے بیٹے! خدا کے ساتھ شریک نہ کرنا‘ شرک تو بڑا (بھاری) ظلم ہے۔“ (لقمان: ۱۳)

لوگوں کا حق مارنا اور اس میں ظلم و زیادتی کرنا ان گناہوں میں سے ہے جو معاف نہیں ہوتا‘ ظلم اتنا بڑا گناہ ہے کہ نماز‘ زکوٰۃ اور توبہ و استغفار سے بھی اس کا کفارہ نہیں ہوتا حتیٰ کہ ظالم صاحب حق کو اس کا حق واپس کرے یا مظلوم سے معاف کروائے۔

اور ایک مقام پر فرمایا:

”اور تمہارا پروردگار بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔“ (سورۂ حم سجدہ: ۴۵)

حدیث قدسی میں ہے‘ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے اور ظلم کو تم پر بھی حرام کیا ہے‘ سو تم باہم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو‘ ہر مسلمان کی جان و مال اور عزت آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔“

کبھی کبھی اللہ تعالیٰ ظالم کو سزا دینے میں ڈھیل دیتا ہے‘ چنانچہ وہ اپنی گمراہی اور کجروی میں عرصہ تک مبتلا رہتا ہے اور برابر ظلم و جور کرتا رہتا ہے۔ فرمایا:

”اگر خدا لوگوں کی برائی میں جلدی کرتا‘ جس طرح وہ طلب خیر میں جلدی کرتے ہیں‘ تو ان کی (عمر کی) میعاد پوری ہو چکی ہوتی‘ سو جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں انہیں ہم چھوڑ

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوۃ

رکھتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔'' (سورۂ یونس:۱۱)

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا رہتا ہے' اس کو مہلت دیتا ہے کہ شاید وہ توبہ کرلے اور اپنی سرکشی سے باز آجائے۔ اس کے بعد بھی جب وہ ظلم کرتا رہتا ہے اور کمزوروں و ناتوانوں پر زیادتی ہی کرتا رہتا ہے' یا خدا کی ڈھیل و مہلت سے دھوکے میں رہتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی سخت گرفت کرتا ہے اور اس کو اپنی سزا کے کوڑے سے ایسی مار مارتا ہے کہ وہ دیکھنے والوں کے لئے عبرت اور خدا کے نیک بندوں کے لئے نصیحت ہوتی ہے۔ اگر ہم گزشتہ صدیوں کے واقعات سے عبرت حاصل کریں اور قرآن نے اگلے لوگوں کے ظلم کے جو قصے بیان کئے ہیں' پھر ان کے ظلم کے سبب جو عذاب آیا ہے ان پر غور کریں تو اس میں ایسی عبرت نظر آئے گی جو ظالم کو ظلم سے روک دے' یا کم از کم یہ کہ اس کے ظلم و زیادتی میں کمی کردے' اس کو زمین میں سرکشی و فساد برپا کرنے سے ڈرائے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اور تمہارا پروردگار جب نافرمان بستیوں کو پکڑا کرتا ہے تو اس کی پکڑ اسی طرح کی ہوتی ہے' بے شک اس کی پکڑ دکھ دینے والی (اور) سخت ہے۔'' (سورۂ ھود:۱۰۲)

مظلوم کی پکار اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں' وہ براہ راست خدا تک پہنچتی ہے۔ فرمایا:

''تم جو کچھ کرتے ہو' خدا اس سے بے خبر نہیں۔'' (سورۂ بقرہ:۷۴)

مظلوم کی نصرت و مدد کرکے اس کا حق دلانے اور ظالم کو ظلم سے روکنے ہی میں معاشرہ کے نظام کا سدھار و حفاظت ہے اور اسی طرح سے کمزوروں کو طاقتوروں کے ظلم سے بچایا جاسکتا ہے۔

کسی کو کمزور اور کسی کو طاقتور بنانے میں بھی خدا کی حکمت پوشیدہ ہے' وہ چاہتا تو سب کو یکساں بناسکتا تھا' خدا اس شخص کو خوش رکھے جس نے اپنے ساتھ انصاف کیا' صرف اپنا مال لیا اور اس پر جو حقوق تھے' ان کو ادا کیا' عدالتوں اور ججوں کو اپنے ظلم و شکایت سے عافیت میں رکھا۔

اگر لوگ ان مذکورہ دونوں باتوں پر عمل کریں تو کوئی بادشاہ اور حاکم ظالم نظر نہ آئے اور نہ کسی کارکن میں خیانت نظر آئے' نہ چوروں کا وجود ہو' نہ لوٹ کھسوٹ اور دوسروں کا مال غصب کرنے والے نظر آئیں' نہ گرہ کٹوں کا وجود ہو' نہ جیلیں مجرموں سے بھریں' نہ عدالتوں میں جھگڑنے والوں کا شور و ہنگامہ ہو' نہ کسی بے خطا کو اپنے لئے کوئی خوف و اندیشہ ہو اور نہ وہ اپنے ہم نشیں و ساتھی پر کوئی الزام لگائے اور اس سے بدگمان ہو' اگر عوام اپنے حکام کو درست کردیں تو وہ کج روی نہ اختیار کریں' اگر عوام حکام سے ظالم کو ظلم سے روکنے اور مظلوم کی دادرسی کا مطالبہ کریں اور اس میں سنجیدہ ہوجائیں تو نہ وہ چیخیں چلائیں' نہ شور و شغب کریں اور نہ ہی قتل کی دھمکی اور مال لوٹنے و غلط ناپسندیدہ افعال کی خبر سنائی دے' اور نہ ہی مرکزی شہروں اور دارالسلطنتوں میں قتل و غارت گری کے واقعات پیش آئیں' ظلم ایسی چیز ہے جس سے خوف و بے چینی پیدا ہوتی ہے اور گھروں' کارخانوں' دکانوں اور دفتروں میں اطمینان کے ساتھ کام کرنے والوں کو غیر مطمئن و پریشان کردیتی ہے' ہمارا یہ دور تہذیب و تمدن کی ترقی اور مکمل آزادی کا دور ہے' جیسا کہ آج کے لوگ سمجھتے ہیں۔

سب ظلموں سے بڑھ کر حکومتوں اور قوموں کا ایک دوسرے پر ظلم کرنا ہے' جہاں نہ عہد کا خیال کیا جاتا ہے' نہ قوموں کا احترام ہوتا ہے' نہ کسی مصلح کا اثر ہوتا ہے۔ آج یہ چیزیں کس بنا پر ہورہی ہیں؟ عہد شکنی کیوں ہورہی ہے؟ امن و امان کی جگہ جنگ نے کیوں لے لی ہے؟ یہ سب کچھ محض اس لئے ہورہا ہے کہ خود غرضی کا دور دورہ ہے' اپنے کو برتر اور دوسرے کو کمزور و حقیر سمجھنے کی ذہنیت پیدا ہوگئی ہے' حکومتوں کا زوال اور تخت و تاج چھینے اور بادشاہوں اور حکام کے معزول ہونے' پڑھی لکھی قوموں میں ہنگاموں اور بغاوت کے سارے واقعات' ظلم و سختی' کمزوروں کو حقیر سمجھنے اور نااہلوں کو حاکم بنانے کے سبب پیش آرہے ہیں' یہ تو ہونا ہی چاہئے' جیسی کرنی ویسی بھرنی' جو بوؤ گے وہی کاٹو گے۔

ہم ذرا غور سے کام لیں تو ہم کو نظر آئے گا کہ شاعر کے یہ اشعار صورت حال کی پوری تصویر کشی کررہے ہیں:

وہ کوٹھی جو تم کو نظر آرہی ہے
جو اپنی شوکت پہ اترا رہی ہے
ذرا اس کے گملوں کے پھولوں کو سونگھو
تو خون غریباں کی بو آرہی ہے

فکر و تشویش کی بات یہ ہے کہ اس وقت ظلم کو ظلم کہنے والا بھی دور دور تک کوئی نظر نہیں آتا۔

☆☆..........☆☆

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

اطمینان قلب کی دولت

"الا بذکر اللہ تطمئن القلوب" (الرعد:۲۸)

ترجمہ: "یاد رکھو! اللہ کی یاد سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔"

اس زمانے میں ہر جگہ بے چینی اور بے قراری ہے' غریب و امیر' مرد و عورت' جوان اور بوڑھا' ہر ایک بے اطمینانی اور بے چینی محسوس کر رہا ہے' اس بے چینی اور بے قراری کو نہ دولت دور کر پا رہی ہے نہ عزت و قوت ختم کر رہی ہے' نہ حسن و جمال اور خوش خلقی سے اطمینان نصیب ہو رہا ہے' ہر ملک' ہر قوم' ہر جماعت اور ہر فرد اپنی زندگی میں ایک کسک اور بے چینی سے دوچار ہے' آپ کسی امیر سے پوچھئے جس کے یہاں اللہ کا دیا ہوا سب کچھ موجود ہے' تو وہ ایک انجانی بے چینی اور دل کی بے قراری کا شکوہ کرے گا اور اندرونی فکر اور کھا جانے والے غم کا رونا روئے گا' آپ کسی بڑے سے بڑے عہدے پر متمکن آدمی سے اس کے دل کا حال پوچھیں گے تو وہ صرف سکون و اطمینان کی کمی کا ذکر کرے گا' اور جو لوگ ذکر نہ کریں گے تو وہ خود اندر ہی اندر اس کسک اور بے چینی سے گھل رہے ہوں گے' آپ غور کیجئے کہ زندگی کی ساری نعمتوں سے بڑھ کر نعمت سکون و اطمینان' چین و قرار ہی سے لوگ کیوں محروم ہیں؟ اور ایک انجانا غم کیوں ان کو گھلائے جا رہا ہے؟ کوئی موت و بیماری سے' کوئی غربت و افلاس سے' کوئی خانگی پریشانیوں سے' کوئی کسی فکر سے' کوئی کسی غم سے نڈھال کیوں ہے؟ اور اس کا دل مردہ کیوں ہوتا جا رہا ہے؟ اب سے صدیوں پہلے زندگی کے یہی لیل و نہار تھے' دولت بھی تھی' غربت بھی تھی' لوگ مرتے بھی تھے' صحیح و تندرست بھی رہتے تھے' خانگی پریشانیاں بھی آتی تھیں' اور بیماریاں بھی ہوتی تھیں' لیکن دلوں میں سکون تھا' اطمینان تھا' اس کی وجہ کیا ہے؟

مولانا محمد الحسنیؒ

بات یہ ہے کہ زندگی کی نعمت بے بہا دنیا کی دولت سے حاصل نہیں ہوتی' یہ صرف اللہ کے خوف' اللہ کی یاد اور اس پر بھروسہ سے ملتی ہے' کسی فرد یا جماعت کی اجارہ داری نہیں ہے' جو اللہ تعالیٰ کا نام لیتا تھا' صبح و شام اللہ کو یاد کرتا تھا' اس پر بھروسہ کرتا تھا' خدا اس کو نعمت سے نوازتا تھا' تو اس کو اپنی جھونپڑی میں اس نعمت کا مزہ آتا تھا' غریب کو اپنی غربت میں اس کا لطف محسوس ہوتا تھا' امیر کو اپنے ایوان امارت میں اس کی حلاوت محسوس ہوتی تھی' بیمار کو اپنی بیماری میں سکون ملتا تھا' اور جب اس دنیا کو چھوڑ کر اور آرام و راحت سے منہ پھیر کر جا رہا ہوتا تھا تو مسکراتے ہوئے "فزت و رب الکعبۃ" (رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہوا) پڑھتا ہوا جان جان آفریں کے سپرد کرتا تھا اور اس کے عزیز و اقارب' دوست و احباب اس کو رخصت کرتے تھے تو اس حال میں کہ ان کا دل مطمئن ہوتا تھا۔

اس دور کی پوری سوسائٹی اس نعمت سے سرفراز کی گئی تھی' سب لوگ اپنے مالک کو یاد کرتے رہتے تھے' اور اس پر بھروسہ کرتے تھے' یہ ایک نسخہ کیمیا ہے' آج بھی جس کا جی چاہے اس کا تجربہ کر لے' یہ نسخہ نسخۂ شفا ثابت ہوگا' جو بھی بے قرار ہو' خواہ وہ بے قراری کسی بھی قسم کی ہو' اس دوا کو استعمال کر لے یعنی اللہ تعالیٰ کا نام لے' اس کو یاد کرے' اس کا ذکر کرے' اس سے لو لگائے' اس پر بھروسہ کرے' اور جو مانگے' اسی سے مانگے' تو اللہ اس عمل سے اس کی ہر طرح کی بے قراری اور بے چینی دور کر دے گا' اس پر صدیوں تجربہ کیا گیا اور سو فیصد کامیاب رہا اور کیوں نہ کامیاب ہو؟ جس نے ہم کو آپ کو پیدا کیا اور جس کو ماں باپ سے زیادہ ہم سے محبت ہے' وہی یہ نسخہ بتا رہا ہے' اور اس کے سو فیصد فائدہ کی ضمانت دے رہا ہے۔

☆☆.................☆☆

دشمن کب غالب آتا ہے؟

مولانا عبدالکریم پاریکھ

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

’’جس قوم نے مال غنیمت میں خیانت کی تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں ان کے دشمنوں کا رعب ڈال دیتا ہے اور جس قوم میں زنا کی برائی پھیلی ان میں موت کثرت سے ہوتی ہے‘ جس قوم نے ناپ تول میں کمی کی تو ان کا رزق تنگ ہوجاتا ہے اور جو قوم ناحق فیصلہ کرتی ہے ان میں خونریزی اور قتل عام ہوجاتا ہے اور جو قوم عہد کو توڑتی ہے ان پر دشمن کو غالب کردیا جاتا ہے۔‘‘ (موطا امام مالکؒ)

ل میں خیانت:

مال غنیمت اور قومی مال یا آج کے دور میں مدارس دینیہ‘ مساجد‘ تعلیمی اور رفاہی ادارے‘ یتیم خانے‘ اوقاف‘ سرائے وغیرہ کے مال میں اگر خیانت شروع ہوئی تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کے دل میں دشمن کا رعب ڈال دے گا اور خیانت کرنے والے بزدل‘ نکمے اور کاہل ہوکر رہ جائیں گے‘ شخصی مالوں میں خرد برد کرنا بھی بڑا جرم ہے‘ کسی نے کوئی امانت رکھی تو اس میں بددیانتی کرنا یا کسی سے قرض لے کر واپس نہ کرنا‘ موقع دیکھ کر کسی کا مال یا جائیداد دبالینا خطرناک اور مہلک جرم ہے۔ حدیث پاک کے ان الفاظ میں ایسے لوگوں کے لئے وعید ہے اور مالی خیانت اور خرد برد سے بچنے کی تاکید ہے۔

زنا کی برائی:

قومی بربادی کی دوسری نشانی زنا کو بتایا گیا ہے‘ زنا بدترین اور گھناؤنا گناہ ہے‘ جس سے قومی زندگی میں ایسی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں کہ نسل انسانی مشکوک ہوجاتی ہے‘ کون کس کا باپ ہے؟ اور کون کس کی اولاد ہے؟ اس کا پتہ لگانا مشکل ہوجاتا ہے‘ گناہ کے اس چکر میں جو قوم پڑتی ہے ان میں بے حیائی‘ بے شرمی‘ خودغرضی‘ نفس وشہوت پرستی عام ہوجاتی ہے اور معاشرہ انسانی معاشرے کے بجائے جانوروں کا معاشرہ بن جاتا ہے اور پھر اس گناہ سے انہیں کوئی نفرت نہیں رہتی جیسا کہ یورپ اور مغربی ممالک میں یہ بات دیکھنے میں آرہی ہے کہ زنا ان کے نزدیک کوئی ایسا گناہ نہیں رہا جس سے روکنے کی فکر کی جائے‘ عفت وعصمت‘ طہارت و پاکدامنی کی بھی ان کے یہاں کوئی قیمت نہیں رہی۔ حدیث پاک میں ہے کہ جس قوم میں زنا اور بدکاری پھیلی تو ان میں موت بہت زیادہ ہونے لگتی ہے‘ یورپ اور مغربی ممالک میں یہ بات سچ ثابت ہوتی نظر آرہی ہے‘ تقریباً ملک کی آدھی سے زیادہ آبادی مہلک اور تباہ کن بیماریوں میں پھنسی ہوئی ہے‘ حادثات اور ایکسیڈنٹ وغیرہ سے جو اموات روزانہ ہورہی ہیں وہ الگ ہیں‘ مسلم معاشرے کو اس گناہ سے بچنے کے لئے بہت چوکنا رہنا چاہئے‘ ایسے گناہ کی ذرا بھنک پڑے تو اس برائی کو مٹانے کے لئے مسلمانوں کو دوڑ دھوپ اور تدبیر کرنی چاہئے‘ قرآن مجید کی درج ذیل آیات کو بھی دھیان میں رکھیں:

’’زناکاری کے قریب بھی مت پھٹکنا‘ دراصل یہ بڑی بے شرمی اور بے حیائی کا کام ہے جس کے ذریعہ بدی کے راستے کھلتے ہیں۔‘‘ (بنی اسرائیل:۳۲)

ان مقدس اور پاکیزہ تعلیمات کو سامنے رکھیں اور اپنے دور کے حالات پر ایک نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ ہمارے دور میں زنا تو اب فیشن کی صورت اختیار کرگیا ہے اور اس کا دور دورہ ہوگیا ہے‘ اس کا روکنا کسی جماعت یا تنظیم اور حکومت کے بس کا نہیں رہا‘ بعض حکومتیں تو زنا کے جواز کے قانون بھی بنا چکی ہیں‘ ایسے ایسے واقعات سننے میں آتے ہیں کہ دینی کام کرنے والوں کی ہمتیں ٹوٹ جاتی ہیں کہ کس طرح لوگوں کو اس برائی اور نجس کام سے روکا جائے‘ پھر مشینی دور میں گانے بجانے‘ ٹیلی ویژن‘ سنیما اور

فحش لٹریچر نے بھی بڑے قیامت ڈھائی ہے۔

ان افسوس ناک حالات کو دیکھ کر ہم اہل ایمان مردوں اور عورتوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اللہ کا نام لے کر اٹھ کھڑے ہوں اور زنا کی طرف لے جانے والی چھوٹی چھوٹی برائیں جیسے ہی شروع ہوں' جیسے گانے بجانے اور ٹیلی ویژن پر نیم برہنہ مناظر توان کی فوراً روک تھام کریں۔

ناپ تول میں کمی زیادتی کی مذمت:

قومی ہلاکت اور تباہی کی تیسری نشانی ناپ تول میں کمی کرنا بتلایا گیا ہے' قرآن و حدیث میں شدت کے ساتھ ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی مذمت اور برائی آئی ہے اور ٹھیک ٹھیک ناپ تول کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے بڑی خرابی ہے' جب لوگوں سے لیتے ہیں تو ناپ کر اور بھر کر لیتے ہیں اور جب لوگوں کو ناپ کر یا وزن کر کے دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں' کیا ان کو اس کا خیال نہ رہا کہ انہیں قبروں سے زندہ ہو کر اٹھنا ہے ایک زبردست دن میں' اس دن سارے انسان رب العالمین کے حضور کھڑے ہو جائیں گے۔" (مطففین:۱تا۶)

دوسری جگہ فرمایا:

"اے میری قوم! ناپ اور وزن کو انصاف کی بنیاد پر پورا کرو اور لوگوں کو چیزیں تول کر دیتے وقت ان کا نقصان مت کرو اور زمین میں فساد پھیلانا بند کرو' اگر ایمان قبول رکھو تو اللہ کا دیا ہوا جو کچھ باقی رہے اسی میں تمہارا بھلا ہوگا۔" (ھود:۸۵'۸۶)

جب کوئی چیز کسی کے ہاتھ بیچی گئی تو خریدنے والا اس کا مالک ہو جاتا ہے' لہٰذا ناپ تول کرتے وقت کمی کرنا' دوسرے کا مال چوری کرنے کے برابر ہے اور یہ بڑے گناہ کا کام ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق (ہڑپ کر کے) نہ کھا جانا' ہاں آپس میں راضی ہو کر تجارت اور سوداگری کی کھلی اجازت ہے۔" (النساء:۲۹)

ان آیات کے مفہوم کو سامنے رکھنے سے پتہ چلا کہ ناپ تول کر پورا پورا ادا کیا جائے' اس میں کمی زیادتی نہ ہو کہ دیتے وقت کم دیا جائے اور لیتے وقت زیادہ لیا جائے' اس کے سبب ملکوں میں فساد اٹھے گا' مال دار اور غریب ایک دوسرے کا قتل اور خون خرابہ شروع کر دیں گے' تجارت کے معاملات اور سوداگری میں بددیانتی کا رواج ہوگا تو سماج میں آدمی ایک دوسرے پر بھروسا کرنا چھوڑ دے گا' تب آبادیاں فساد کے گھیرے میں آ کر امن اور سکھ سے محروم ہو جائیں گی' اور اللہ تعالیٰ بھی بارش اور رزق کے دروازے ایسے لوگوں پر بند کر دیتا ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ تجارت اور سوداگری میں لین دین شرعی حدود کے مطابق اور رضامندی سے ہی ہونا چاہئے' اس طرح اگر حلال کی روزی سے جو نفع بچ رہا ہے وہ اگرچہ تھوڑا ہی ہو لیکن اس میں خیر و بھلائی ہے۔

عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے:

اس حدیث پاک میں چوتھی بات جو ارشاد فرمائی گئی ہے' وہ یہ ہے کہ بے انصافی' ظلم و زیادتی سے دور رہ کر عدل وانصاف کا طریقہ اختیار کرنا چاہئے اور جو بھی فیصلہ ہو' عدل اور انصاف کے ساتھ ہی کیا جائے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"اے ایمان والو! اللہ کے واسطے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور کوئی قوم تمہاری دشمن ہو جائے تو اس کی دشمنی میں انصاف چھوڑ دینے کا جرم مت کرنا بلکہ ہر حال میں عدل وانصاف پر قائم رہو کہ تقویٰ (پرہیزگاری) حاصل کرنے کے لئے یہی راستہ نزدیک پڑتا ہے' پس اللہ کی نافرمانی سے دور رہو' اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کی خبر ہے۔" (المائدہ:۸)

بار بار اس آیت کے ترجمے پر نظر ڈالیں تو آپ کی سمجھ میں آئے گا کہ اللہ کی کتاب اور دین اسلام کی یہ خوبی ہے کہ دشمن کے ساتھ بھی انصاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے' کسی کی مخالفت اور دشمنی میں ابھر کر جو بھی آدمی عدل وانصاف کا دامن چھوڑ دے وہ تقویٰ حاصل نہیں کر سکتا' اس لئے ضروری ہے کہ ناحق فیصلوں سے دور رہا جائے اور ہر حال میں ہر کسی کے ساتھ عدل و انصاف کیا جائے' ہماری سلطنتوں یا علمائے کرام کے پاس یا مسلمانوں میں جو صاحب فراست لوگ ہیں' ان کے پاس عدل وانصاف کا کوئی بھی طالب آئے' چاہے وہ کافر ہو یا مشرک ہو یا مومن ہو' رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار' ماں باپ ہوں یا بھائی بہن' کسی کی بھی موافقت یا مخالفت میں انصاف کا دامن ہرگز نہ چھوڑا جائے۔

قرآن مجید میں دوسری جگہ ارشاد ہے:

"اور جب بھی لوگوں کے درمیان جھگڑے کا فیصلہ کرو تو عدل وانصاف سے

فیصلہ کیا کرو۔" (النساء:۵۸)

قرآن مجید اور حدیث پاک کی ان تعلیمات و ہدایات کے باوجود اگر اہل ایمان ناحق اور ظلم و زیادتی والے فیصلوں سے دور نہ رہے تو دوسری قوموں سے عدل و انصاف کی کیا امید کی جاسکتی ہے؟ جس حدیث پاک کی ہم تشریح کر رہے ہیں' اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ یاد رکھو! اگر تم نے ناحق فیصلے کئے تو تمہاری وجہ سے دنیا میں خون خرابہ اور قتل و غارت گری پھیل جائے گی۔

عہد و پیمان کو نہ توڑو:

پانچویں بات اس حدیث میں یہ فرمائی گئی ہے:

"جو قوم عہد و پیمان کو توڑتی ہے ان پر دشمن غالب آجاتا ہے۔"

معلوم ہوا کہ شخصی اعتبار سے یا قومی اور ملکی اعتبار سے کوئی بھی معاہدہ اور قول و قرار کسی سے ہو تو اسے توڑنا نہیں چاہئے چاہے وہ تجارتی و مالیاتی معاہدہ ہو یا اساسی اور انتظامی معاہدہ۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"اور قول و قرار کی پابندی کرتے رہنا' یقیناً اس عہد کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے گا۔" (بنی اسرائیل:۳۴)

اگر مشرکین و کفار سے بھی قول و قرار پر معاہدہ ہو تو قرآن مجید میں ہمیں رب العالمین نے یہ حکم دیا:

"تم ان سے قول و قرار کی مدت پوری کرو بے شک اللہ تو ان ہی لوگوں سے محبت فرماتا ہے جو اپنے اقرار کا لحاظ کرتے ہیں۔"

لہٰذا اہل ایمان کو چاہئے کہ جب بھی قول و قرار پر معاہدہ کسی سے ہو' اسے اس کی مدت میں پورا کیا جائے' ہاں بیچ میں اگر کافروں کی طرف سے قول و قرار اور معاہدہ کے توڑنے کا تمہیں پیغام موصول ہو تو سامنے والے کو صاف صاف اطلاع دی جائے اور کہہ دیا جائے کہ تمہارے' ہمارے درمیان جو معاہدہ تھا' وہ ختم ہوا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"اور اگر کسی قوم سے تم کو خیانت اور دغابازی کا اندیشہ ہو تو کھلے طور پر صلح کا قول و قرار پھینک دو (واپس کردو) بے شک اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو پسند نہیں کرتا جو خیانت کرتی ہے۔" (الانفال:۵۸)

ایک مسلمان قیدی کا واقعہ:

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے شاہ روم کے پاس ایک قاصد بھیجا' یہ قاصد ایک دن بادشاہ کے پاس سے اٹھا تو گھومتے پھرتے ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں ایک شخص کے قرآن پڑھنے اور چکی پیسنے کی آواز آرہی تھی یہ اس کے پاس گیا اور اسے سلام کیا' مگر اس نے جواب نہیں دیا' اس نے دو تین مرتبہ سلام کیا' بالآخر اس نے یہ کہا کہ اس شہر میں سلام کیسا؟ قاصد نے بتایا کہ وہ شاہ روم کے نام امیر المومنین کا ایک پیغام لے کر آیا ہے اور اس سے دریافت کیا کہ: تمہاری سرگزشت؟ اس نے بتایا کہ مجھے فلاں جگہ سے قید کیا گیا تھا۔ مجھے شاہ روم کے سامنے پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے مجھے دعوت دی کہ میں نصرانی ہو جاؤں' مگر میں نے انکار کردیا' بادشاہ نے دھمکی دی کہ اگر ایسا نہیں کروگے تو آنکھیں نکال دی جائیں گی' مگر میں نے آنکھوں کے بجائے دین کو ترجیح دی' چنانچہ گرم سلائیوں سے میری آنکھیں ضائع کردی گئیں اور مجھے یہاں پہنچا دیا گیا' یومیہ اتنی گندم پیسنے کو ملتی ہے اور ایک روٹی کھانے کو۔

قاصد حضرت عمرؒ کے پاس گیا تو اس شخص کا قصہ بھی پیش کیا' قاصد کا بیان ہے کہ میں ابھی پورا قصہ بیان نہیں کرپایا تھا کہ حضرت عمرؒ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا چشمہ ابل پڑا' جس سے ان کا دامن تر ہوگیا پھر انہوں نے شاہ روم کے نام خط لکھا:

"مجھے فلاں صاحب کی خبر پہنچی ہے (یہاں اس قیدی کے احوال ذکر کئے گئے) اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تو نے اس کو رہا کرکے میرے پاس نہیں بھیجا تو میں تیرے مقابلہ میں ایسا لشکر بھیجوں گا جس کا پہلا دستہ تیرے پاس ہوگا اور پچھلا میرے پاس۔"

قاصد پھر شاہ روم کے یہاں گیا' اس نے کہا: بڑی جلدی دوبارہ آئے؟ قاصد نے حضرت عمرؒ کا خط پیش کیا' اس نے پڑھ کر کہا: ہم نیک آدمی کو لشکر کشی کی زحمت نہیں دیں گے بلکہ قیدی واپس کردیں گے۔

قاصد کا بیان ہے کہ مجھے اس کی رہائی کے انتظار میں چند دن وہاں ٹھہرنا پڑا' ایک دن بادشاہ کے دربار میں گیا تو عجیب منظر دیکھا۔ بادشاہ اپنے تخت سے نیچے بیٹھا ہے اور چہرے پر حزن و ملال کے آثار تھے مجھے دیکھتے ہی کہا: جانتے ہو میں اس طرح کیوں بیٹھا ہوں؟ میں نے کہا مجھے خبر نہیں مگر آپ کی نشست کا منظر میرے لئے موجب حیرت ضرور ہے۔ بادشاہ نے کہا: مجھے بعض علاقوں سے خبر پہنچی ہے کہ اس نیک آدمی (حضرت عمرؒ) کا انتقال ہوگیا۔ اس کے سوگ میں اس طرح بیٹھا ہوں' پھر کہا: کوئی نیک آدمی جب برے لوگوں میں گھرا ہو تو اسے بہت کم مدت رہنے دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ان کے درمیان سے ہٹ جاتا ہے۔

قاصد کہتا ہے: مجھے اس اطلاع سے اس مظلوم قیدی کی رہائی سے مایوسی ہوئی۔ اس لئے میں نے بادشاہ سے کہا مجھے واپسی کی اجازت ہو۔ بادشاہ نے کہا: یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم ان کی زندگی میں ان کی بات مان لیں اور ان کی موت کے بعد اس سے پھر جائیں۔ چنانچہ اس قیدی کو رہا کرکے میرے ساتھ بھیج دیا۔

ختم نبوۃ

عیدالاضحٰی قربانی دوچند اجروثواب کے ساتھ

الخیر ٹرسٹ (العالمی) ہر سال کی طرح امسال بھی ہزاروں مسلمان معاونین کی مدد سے اتنے ہی ہزار نادار خاندانوں کی دہلیز پر عیدالاضحٰی قربانی کے جانور ذبح کرنے کا اہتمام رکھتا ہے

آپ بھی غور فرمائیں جہاں

ہزاروں میل دور گھر بیٹھے ٹرسٹ کے توسط سے اپنی عید قربانی کے ذریعے ایک بے سہارا و نادار خاندان کی عید کی خوشیاں دوبالا کرکے اپنے قربانی کے اجروثواب کو کئی گنا بڑھا سکتے ہیں۔

بے سروسامانی کے عالم میں پسماندہ علاقوں اور افغان مہاجر کیمپوں میں لاکھوں نادار لوگ و یتیم اپنے مسلمان بھائیوں کی عید قربانی کے گوشت و پوست (چرم) کے منتظر ہیں۔

گذشتہ کارگزاری کی روشنی میں زرمصرف

زرمصرف معہ ترسیلات

نام قربانی	ذبیحہ / بکرا (اعلیٰ)	ذبیحہ / بکرا (متوسط)	گائے فی حصہ	مکمل گائے
(پاک) روپیہ	3500	2600	2300	16100
(سعودی) ریال	225	170	150	1050
(امریکہ) ڈالر	60 $	45 $	40 $	280 $
(برطانیہ) پاؤنڈ	40	30	25	175

لہٰذا فوری رابطہ و باقاعدہ ترسیل زر کیلئے الخیر ٹرسٹ (العالمی) اکاؤنٹ نمبرز

"ACCOUNTS NOS" "RS" 3356-3 "USA $" 066-0 MCB-N-Nazimabad Karachi

آپ کے قریبی رابطے:

کراچی (021)5562457 052543927

UK 07973847987 01706657491

07981449759 01924215053

(001)2482246737 (USA)

اسلام آباد (051) 4445039 03036504730

کوئٹہ (081) 828251 (081) 833731

واضح رہے کہ شرعی نقطۂ نظر کے اعتبار سے ادارہ آپ کی قربانی کا وکیل ہے لہٰذا آپ کی جانب سے زرمصرف میں کمی وبیشی کا مکمل اختیار ہونا چاہیے کہ اضافی رقم بھی بے کم وکاست انہی ناداروں پر صرف کی جاتی ہے۔ شکریہ

زیر سرپرستی: شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

زیر نگرانی: محترم جناب حاجی محمد ادریس صاحب

الخیر ٹرسٹ (العالمی)

بنارس چوک کراچی پاکستان پوسٹ کوڈ: 75800

فون: 0300-2149708 6662444 فیکس: (00221)6658304

بدگمانی اور بدزبانی

مولانا محمود اشرف عثمانی

ہمارے موجودہ معاشرہ کو جن گناہوں نے دینی اور اُخروی اعتبار سے سخت نقصان پہنچایا ہے ان میں بدگمانی اور بدزبانی کے گناہ سرفہرست ہیں۔ یہ دونوں عادتیں آخرت کے اعتبار سے تو سخت نقصان دہ ہیں ہی' دنیاوی اعتبار سے ہمارے معاشرہ کی پاکیزگی اور امن وسکون غارت کرنے میں بھی ان دونوں گناہوں کا بڑا ہاتھ ہے۔

بدگمانی:

بدگمانی کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کسی دلیل شرعی کے بغیر دوسرے کے بارے میں بُرا گمان قائم کرے' اسے اپنے دل میں جمائے' اس گمان کے مطابق ہی دوسرے سے سارے معاملات انجام دے اور لوگوں سے اس کا ذکر بھی کرے' یہ بدگمانی حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے' قرآن مجید میں بھی فرمایا گیا ہے:"ان بعض الظن اثم" (یعنی بعض گمان گناہ ہوتے ہیں) اس آیت کریمہ نے بتایا کہ بدگمانی کے درجات ہیں اور اس کی بعض قسمیں گناہ میں داخل ہیں' لہٰذا ان درجات کو ذہن میں رکھنا مناسب ہے۔

بدگمانی کا پہلا درجہ:

بدگمانی کا پہلا درجہ یہ ہے کہ کسی شخص کو دیکھ کر غیر اختیاری طور پر دل میں اس کے بارے میں کوئی برا خیال پیدا ہوجائے' آپ کے دفتر' آپ کی دکان یا آپ کے گھر میں کوئی آیا' اس کی شکل چال ڈھال اور طور اطوار دیکھ کر آپ کے دل میں بے اختیار یہ بات آئی کہ یہ شخص اچھا آدمی معلوم نہیں ہوتا' اس سے بچ کر رہنا مناسب ہے' اس خیال کی وجہ سے اگر اپنی سی احتیاط رکھی جائے مثلاً اسے ادھار نہ دیا جائے یا اسے قرض دینے سے پرہیز کیا جائے تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں' کیونکہ ادھار یا قرض دینا شرعاً کوئی لازم نہیں ہے' لہٰذا اگر آدمی اپنی احتیاط اور اپنی مصلحت کو سامنے رکھتے ہوئے کسی بھی شخص کو یا خاص اس شخص کو ادھار یا قرض دینے سے اجتناب کرے تو شرعاً وہ قابل ملامت نہیں اور نہ اس پر کوئی گناہ ہے۔

بدگمانی کا دوسرا درجہ:

بدگمانی کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ اس خیال کو باقاعدہ اپنے دل میں بٹھالیا جائے یعنی حقیقتاً اسے چور اور خائن سمجھا جائے اور چور اور خائن سمجھ کر ہی اس کے ساتھ سارے معاملات طے کئے جائیں اور زبان سے بھی اس کا اظہار کیا جائے' یہ حرام اور گناہ کبیرہ ہے کیونکہ ابھی تک اس کا چور یا خائن ہونا کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں ہوا' نہ اس نے آپ سے خیانت کی ہے' نہ اس کی چوری یا خیانت کا کوئی پکا واقعہ آپ کے علم میں ہے' نہ آپ کے پاس اس الزام کے گواہ موجود ہیں' اس لئے اپنے اس موہوم خیال کو حقیقت کا رنگ دینے کی آپ کو اجازت نہیں' اگر آپ ایسا کریں گے تو گناہ کے مرتکب ہوں گے۔

بدگمانی کے لئے دلیل کی ضرورت ہے:

علماٗ کرام نے یہ بات لکھی ہے اور ہمارے قریبی زمانہ کے بزرگ حضرت مولانا مسیح اللہ خان شروانی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی مجالس میں بکثرت اس کا ذکر فرمایا کرتے تھے کہ حسن ظن کے لئے یعنی کسی شخص سے اچھا گمان رکھنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں' ہاں بدگمانی کے لئے دلیل کی ضرورت ہے' اگر کوئی مسلمان شخص آپ کے پاس آئے تو آپ اسے اپنا مسلمان بھائی تو یقیناً سمجھیں گے' اس کے ساتھ اچھا گمان رکھنے اور اسے نیک اور نمازی سمجھنے کے لئے بھی آپ کو کسی دلیل کی ضرورت نہیں' لہٰذا ہم اسے مسلمان بھی سمجھیں گے اور نیک اور نمازی ہونے کا بھی اچھا گمان اس کے ساتھ رکھ سکتے ہیں (بلکہ رکھنا ضروری ہے) اگرچہ ابھی تک اس نے ہمارے سامنے کوئی نماز فی الوقت ادا نہیں کی ہے' اس کے برخلاف اسے برا سمجھنے یا بے نمازی قرار دینے کے لئے دلیل کی ضرورت ہوگی اور جب تک ثبوت قائم نہ ہوجائے ہمارے لئے اسے بے نمازی یا بُرا سمجھنا جائز نہ ہوگا۔

ہماری حالت:

ہم میں سے اکثر لوگوں کی سوچ چونکہ منفی ہوتی جارہی ہے' اس لئے ہم زندگی کے بہت سارے واقعات میں عام مسلمانوں کے ساتھ اور بالخصوص اپنے رشتے دار اور تعلق رکھنے والوں کے ساتھ بدگمانی کا رویہ اختیار کرکے گناہ کا ارتکاب کرلیتے ہیں حالانکہ ان واقعات کا مثبت پہلو بھی ہوسکتا تھا اور ہم اچھا گمان رکھ کر ثواب حاصل کرسکتے تھے اور محبت و اخوت کے جذبات بھی

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

پروان چڑھ سکتے تھے۔

مثلاً ایک رشتہ دار نے ہم سے ایک وقت میں آنے کا وعدہ کیا اور پھر وہ نہ آیا' اب ہم اس کے ساتھ اول مرحلہ ہی میں بدگمانی بھی قائم کر سکتے ہیں کہ یہ شخص ہے ہی وعدہ خلاف' بے وفا ہے' بات کہہ کر پوری نہیں کرتا وغیرہ وغیرہ مگر یہ سوچ منفی سوچ ہے اور گناہ کا راستہ ہے' اس کے برخلاف ہم یہ بھی سوچ سکتے ہیں کہ ہوسکتا ہے بے چارے کو کوئی عذر پیش آ گیا ہو' وقت پر سواری خراب ہوگئی ہو' اس کی اپنی طبیعت ناساز ہوگئی ہو' گھر میں اچانک کوئی ایسا کام پیش آ گیا ہو جس کی بنا پر اس کے لئے نکلنا ممکن نہ رہا ہو' ہوسکتا ہے وہ بے چارہ بھول گیا ہو' یہ سب حسن ظن ہے یعنی اپنے بھائی کے ساتھ اچھا گمان رکھنے کا عمدہ طریقہ ہے' یہ مثبت سوچ ہے' یہ وہ سوچ ہے جس سے نفرت و عداوت کے بیج مرتے ہیں اور محبت واخوت کی کونپلیں پھوٹتی ہیں' اللہ تعالیٰ ہم سب کو حسن ظن کا عادی بنائیں اور بلاوجہ بدگمانی قائم کرنے سے محفوظ و مامون رکھیں۔ آمین۔

بدزبانی:

دوسرا بڑا گناہ بدزبانی کا گناہ ہے' جو شخص بدگمانی کے مرض میں مبتلا ہوتا ہے وہ عام طور سے بدزبانی کے گناہ میں بھی گرفتار ہوتا ہے' کسی بھی دوسرے مسلمان بالخصوص اپنے تعلق والوں اور رشتہ داروں کے بارے میں اپنی زبان کو مکمل طور پر قابو میں رکھنا انتہائی ضروری ہے' اول تو ان کے ساتھ اچھا گمان رکھنا چاہئے اور اگر ان کے بارے میں کوئی بری بات سنے تو اسے رد کرنا چاہئے اور حتی الامکان کسی کے بارے میں الزام کو قبول کرنے سے احتراز کرنا چاہئے' اور اگر بالفرض وہ الزام ناقابل تردید ثبوت سے ثابت بھی ہوجائے تو اس الزام کو ہوا دینے کے بجائے اس پر پردہ ڈال کر اس الزام کو تمام لوگوں کے سامنے بیان کرنے سے مکمل پرہیز کرنا لازم ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو کسی مسلمان کے عیوب پر پردہ ڈالے گا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گناہوں پر پردہ ڈال دیں گے (یعنی معاف کردیں گے) عام لوگوں کے سامنے اپنے مسلمان بھائی کے عیوب کو بیان کرنا غیبت میں داخل ہے جو حرام ہے بلکہ حدیث شریف کے مطابق زنا سے زیادہ سخت گناہ ہے' پھر ہوسکتا ہے کہ ہم اور آپ جس مسلمان کے بارے میں بدگمانی کر رہے ہیں' اس نے چپکے چپکے اس گناہ سے سچی توبہ کرلی ہو اور اپنے معاملہ اپنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ درست کرلیا ہو اور آئندہ کے لئے اس گناہ سے بچنے کا پکا ارادہ کرلیا ہو تو وہ مسلمان تو پاک صاف ہو چکا ہے اور ہم اس کے سابقہ گناہوں کا لوگوں کے سامنے تذکرہ کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہوں' اس لئے دوسرے مسلمانوں کے بارے میں کہنے سننے اور ان کی برائیاں ادھر سے ادھر پھیلانے میں اپنے نقصان اور گناہوں کی پوٹ جمع کرنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زبان کو قابو میں رکھنے کی توفیق نصیب فرمائیں اور اس زبان کو اپنے ذکر سے تروتازہ اور شاد و آباد فرمائیں۔ آمین۔

☆☆............☆☆

بقیہ

غیبت

"ہر پیٹھ پیچھے برائیاں کرنے والے اور تیری موجودگی میں برائیاں کرنے والے کے لئے جہنم کا گڑھا ہے۔"

یہ آیت مقدسہ ومطہرہ ولید بن مغیرہ کے حق میں اتری جو مسلمانوں کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی برائیاں بیان کرتا تھا' اس آیت کا شان نزول تو خاص ہے مگر وعید عام ہے۔

اخلاقی برائیوں میں غیبت جس قدر قبیح برائی ہے' اسی قدر ہمارے معاشرے میں بدقسمتی سے عام ہے' اس کا اتنا رواج ہو چکا ہے کہ کوئی بھی اس قبیح فعل کو برا ماننے کے لئے تیار نہیں' دانستہ طور پر یا نادانستہ طور پر ہر ایک اس برائی میں ملوث ہے۔

ایک حدیث مقدسہ ومطہرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے لوگو! جن کی زبانیں ایمان لا چکی ہیں' لیکن وہ مومن نہیں ہوئے' تم مسلمانوں کی غیبتیں کرنا چھوڑ دو اور ان عیبوں کی ٹوہ نہ لگایا کرو' یاد رکھو! اگر تم نے عیب ٹٹولے تو اللہ تعالیٰ تمہارے ننگ کو ظاہر کردے گا' یہاں تک کہ تم اپنے گھر میں بھی رسوا' بدنام ہو جاؤ گے۔" (ابن کثیر)

اس حدیث مبارکہ میں غیبت کرنے والے کے لئے کس قدر زبردست وعید اور دھمکی ہے کہ یا تو غیبت چھوڑ دو' ورنہ اللہ رب العزت تمہیں ذلیل و رسوا کرے گا' اور تم اپنے گھر والوں کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہو گے۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی

میدان کارزار میں

رومی سردار کا قبول اسلام

عہد صدیقؓ میں رومیوں سے جنگ کے دوران رومیوں کا سردار جرجہ بن توذرا میدان میں آیا اور اس نے للکار کر کہا خالدؓ میرے سامنے آئیں' حضرت خالدؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو اپنا نائب مقرر کیا اور خود آگے بڑھ کر دونوں لشکروں کے درمیان جرجہ سے ملے۔ اول دونوں نے ایک دوسرے کو پناہ دی' بعد از اس قدر مل کر کھڑے ہوئے کہ گھوڑوں کی گونتیاں مل گئیں۔ جرجہ نے کہا: سچ کہنا' جھوٹ مت بولنا' آزاد مرد جھوٹ نہیں بولتے' دھوکہ نہ دینا' فریب شرفاء کا شیوہ نہیں' میں یہ پوچھتا ہوں کہ خدا نے تمہارے نبی کے پاس آسمان سے تلوار بھیجی تھی' وہ تم کو عطا ہوئی اور اس کا اثر ہے کہ تم ہر جگہ فتح یاب ہوتے ہو؟ حضرت خالدؓ نے فرمایا: نہیں' جرجہ نے کہا: پھر تمہارا لقب ''سیف اللہ'' کیوں ہے؟ حضرت خالدؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے پاس بھیجا' انہوں نے اسلام ہمارے سامنے پیش کیا' اول ہم سب کے سب بھاگ کر کنارہ کش ہوگئے' پھر بعض نے تصدیق کر کے پیروی اختیار کی' بعض دور در رہ کر جھٹلاتے رہے' میں ان میں تھا جو تکذیب پر قائم تھے' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمارے قلب پھیر دیئے' گردنیں جھکادیں اور ہدایت بخشی' میں نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کی' اس وقت ارشاد ہوا:

''اے خالد! تو خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جو مشرکین کے مقابلہ کے لئے نیام سے نکلی ہے۔''

نتیجہ یہ ہوا کہ اب میں سب مسلمانوں سے زیادہ مشرکوں کا دشمن ہوں' جرجہ نے کہا: تم نے سچ کہا' اب یہ بتاؤ کہ دعوت اسلام کیا ہے؟ حضرت خالدؓ نے فرمایا: اس امر کا اقرار کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور اس پیام کی تصدیق جو وہ خدا کی طرف سے لائے' جرجہ نے کہا: اگر اس کو کوئی نہ مانے؟ حضرت خالدؓ نے فرمایا: جزیہ دے' جرجہ نے کہا: یہ بھی قبول نہ کرے؟ حضرت خالدؓ نے فرمایا: ہم اول اعلان جنگ کریں گے' جرجہ نے کہا: جو تم میں شامل ہو اس کا مرتبہ؟ حضرت خالدؓ نے فرمایا: اللہ کا فرمان ہے کہ سب مسلمان درجہ میں برابر ہیں' اعلیٰ ہوں یا ادنیٰ' اول ہوں یا آخر۔ جرجہ نے کہا: جو آج ایمان لائے وہ بھی رتبہ میں مساوی ہوگا؟ حضرت خالدؓ نے فرمایا: برابر ہوگا' بلکہ افضل' جرجہ نے کہا: یہ کس طرح؟ حضرت خالدؓ نے فرمایا: ہم نے جب اسلام قبول کیا (تو اس وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات تھے' نزول وحی کا سلسلہ جاری تھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم احکام آسمانی کی خبر دیتے تھے' ہم معجزات وتصرفات کا مشاہدہ کرتے تھے' اس صورت میں ہمارا مسلمان ہونا لازم تھا' آج تم ان باتوں کو نہیں دیکھتے' پھر بھی ایمان لاتے ہو' تو تم ہم سے افضل ہو۔ جرجہ نے کہا: تم تم سے کہتے ہو کہ تم نے مجھ سے پورا سچ کہا' دھوکہ نہیں دیا' تالیف قلب نہیں کی؟ حضرت خالدؓ نے فرمایا: واللہ! نہ میں نے جھوٹ کہا' نہ مجھ کو تم سے یا کسی سے نفرت ہے' جو تم نے پوچھا اس کا سچا جواب میں نے دے دیا' اللہ میرا مددگار ہے' جرجہ نے کہا: بے شک تم نے سچا کہا' یہ کہہ کر اپنی ڈھال پس پشت ڈال دی اور کہا: مجھ کو اسلام کی تلقین کرو' حضرت خالدؓ اس کو اپنے خیمہ میں لے گئے' اول غسل دیا' پھر تلقین اسلام کے بعد جرجہ کو مقتدی بنا کر دو رکعت نماز ادا کی۔ جرجہ کی یہ حالت دیکھ کر رومیوں نے عام ہلہ بول دیا۔ پہلے حملہ میں مسلمانوں کے قدم ڈگمگائے' حضرت عکرمہؓ اور حضرت حارثہ بن ہشامؓ ثابت قدم رہے' جس وقت حضرت خالدؓ جرجہ کو لے کر خیمہ سے نکلے تو رومی مسلمانوں کی صفوں میں گھسے ہوئے تھے' حضرت خالدؓ نے للکارا تو مسلمانوں نے دلیری سے حملہ کر کے دشمن کو پیچھے ہٹا دیا۔ اب حضرت سیف اللہ نے حملہ کیا اور شمشیر آزمائی شروع ہوئی۔ چاشت سے دن ڈھلے تک میدان جنگ یکساں گرم رہا' انتہا یہ کہ عصر کی نماز اشارہ سے ادا کی گئی' یہ منظر قابل دید تھا کہ وہ جرجہ جو صبح کو مسلمانوں کے دشمن تھے' اب حضرت خالدؓ کے پہلو بہ پہلو نشۂ ایمان سے سرشار ہو کر رومیوں پر وار کر رہے تھے' اور یہ قسمت کہ عین معرکہ میں سعادت شہادت سے سرفراز ہوئے اور صرف وہ نماز ادا کر کے' جو آغاز اسلام کا نیاز تھی' سرخرو ہو کر اپنے رب کے حضور میں پہنچے۔ (رضی اللہ عنہ)

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوت

مولانا جمیل احمد بالاکوٹی

غیبت' ایک اخلاقی برائی

اپنے بھائی کی ایسی برائی جو فی الواقعہ اس میں موجود ہو' اس کی عدم موجودگی میں دوسرے لوگوں کے سامنے اسے بیان کرنا غیبت کہلاتا ہے' غیبت کا معنی یہ بھی کیا جاسکتا ہے کہ کسی کا ذکر ایسے بُرے الفاظ سے کیا جائے جس کے سننے سے وہ ناراض ہو' اسلام میں غیبت حرام اور گناہ کبیرہ ہے' چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

''ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو' کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ پس تم ناپسند کرتے ہو'' (سورۃ الحجرات)

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے بھائی کے بارے میں اس کی غیر موجودگی میں ایسی بات کہے جو اس کو ناپسند ہو تو یہ غیبت ہے' کسی نے عرض کیا کہ اگر حقیقتاً اس کے اندر یہ بات موجود ہو؟ آپ نے فرمایا کہ تب ہی تو غیبت ہے' ورنہ تو الزام اور بہتان ہے' جو غیبت سے بھی زیادہ سخت ہے۔ (صحیح مسلم' ابوداؤد' ترمذی)

ایک اور جگہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اپنے آپ کو غیبت سے بچاؤ کیونکہ غیبت زنا سے بھی بدتر ہے کیونکہ زانی گناہ کے بعد توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں' مگر غیبت کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتا جب تک جس کی غیبت کی جائے' اس سے معافی نہ مانگ لی جائے۔

غیبت نیک اعمال کو غارت کردیتی ہے' بلکہ یہ نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہے' جس طرح آگ سوکھی لکڑیوں کو جلادیتی ہے' غیبت کرنے والے کی نیکیاں جس کی غیبت کی جائے اس کو دے دی جاتی ہیں' ایک شخص حضرت حسن بصریؒ کی غیبت کیا کرتا تھا' آپؒ کو پتا چلا تو آپؒ نے ایک پلیٹ میں تازہ کھجوریں اس کو ارسال فرمائیں اور کہلوایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنی نیکیاں مجھے عنایت فرمادیں' اس کے بدلے میں یہ معمولی سا ہدیہ پیش خدمت ہے' میں پورا بدلہ تو نہیں دے سکتا' معاف فرمائیں۔

آج کل عموماً ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی جس سے ناراض ہو تو اس کی غیبت کرکے اس کی برائیوں کو اچھالتا ہے اور لوگوں میں عام کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ وہ بدنام ہو' یہ انسان کی کم عقلی ہے کہ غیبت کے ذریعہ سے اللہ رب العزت کو ناراض کرتا ہے اور اپنے لئے دوزخ کو منتخب کرلیتا ہے' شب معراج کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قوم پر گزر ہوا تو وہ اپنے چہروں کو ناخنوں سے نوچ رہے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ لوگ غیبت کرتے تھے اور اپنی غرض کی بنا پر دوسروں کو بُرا کہا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی' جو ٹھگنی تھی' جب وہ چلی گئی تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ یہ عورت کتنی چھوٹی ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہؓ! غیبت ہے کیونکہ تم نے اس کے ایک عیب کا تذکرہ کیا ہے۔

ایک مرتبہ ابواللیث سمرقندیؒ حج کے لئے گھر سے روانہ ہوئے اور دو دینار جیب میں ڈال لئے' روانہ ہوتے وقت قسم کھائی کہ اگر میں نے مکہ مکرمہ جاتے یا گھر واپس آتے ہوئے کسی کی غیبت کی تو یہ دو دینار اللہ کے نام پر صدقہ کردوں گا' آپ مکہ شریف تک گئے اور گھر واپس آئے مگر دینار اسی طرح ان کی جیب میں محفوظ رہے' ان سے غیبت کی بابت سوال کیا گیا تو فرمایا کہ میں ایک مرتبہ غیبت کو سو مرتبہ زنا سے بدتر سمجھتا ہوں۔

حضرت کعبؓ کا قول ہے کہ جو شخص غیبت سے توبہ کرکے مرا' وہ جنت میں سب سے آخر میں داخل ہوگا۔ فرمان الٰہی ہے:

باقی صفحہ 22 پر

دینی مدارس اور قادیانی گروہ

مولوی عبدالقدوس محمدی

مدرسہ اس عالم رنگ و بو کا وہ میخانہ ہے جس کی بنیاد خود ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم نے دارارقم میں رکھی۔ ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ مدرسہ وہ دارالعلوم صفہ بن گیا جس سے پھوٹنے والی نورانی کرنوں نے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ڈوبی ہوئی دنیا کو اجالوں میں نہلا دیا۔ دارالعلوم صفہ میں مشکوٰۃ نبوت سے براہ راست نور بصیرت حاصل کرنے والے نور کے مینارے اور روشنی کے چراغ دنیا کے جس کونے اور جس گوشے میں گئے' تشنگان علم و عرفان ان کے گرد جمع ہوتے رہے' اور اس طرح کئی مدارس معرض وجود میں آ گئے۔ ان مدارس نے دنیا والوں کو الفاظ کا شعور بخشا' انہیں قلم پکڑنے کا سلیقہ سکھلایا' تہذیب وتمدن سے ناآشنا اور علم و ہنر سے ناواقف انسانیت کو تہذیب و اخلاق' فضل و کمال' صداقت و عدالت' سخاوت و شجاعت' اخلاص وتقویٰ اور ایثار و ہمدردی کا درس دیا۔ انہی مدارس کی وجہ سے تفسیر و حدیث اور دیگر کئی علوم وفنون کی تدوین وترتیب ہوئی' کتابوں سے کتب خانے سج گئے' ترقی و کمال کی نئی راہیں کھلیں' سائنس وٹیکنالوجی کے نت نئے کرشمے دیکھنے کو ملے' جس دور میں جو فتنہ بھی اٹھا' اہل مدارس نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا' بے دین حکمرانوں کا سامنا کر کے ان کے غرور کو خاک میں ملا دیا۔

انہی مدارس نے برصغیر کو امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کا قابل فخر خانوادہ عطا کیا' جس خانوادے کے چشم و چراغ شاہ عبدالعزیزؒ کا تاریخ ساز فتویٰ ظالم و غاصب انگریز کی غلامی سے نجات پانے کے لئے چلنے والی خلافت اور ریشمی رومال جیسی کئی تحریکوں کا سبب بنا' اسی ولی اللّٰہی خانوادے کے مدارس و مکاتب سے فیض حاصل کرنے والے علمائے حق نے شاملی کا معرکہ لڑا' بالاکوٹ کی وادیوں کو اپنے پاک لہو سے گل رنگ کیا' کالے پانی اور انڈیمان کے جزائر کو آباد کیا' جیلوں کی رونق بنے' توپ وتفنگ کا نشانہ بنے' درختوں پر لٹکائے گئے' مرحلۂ دار ورسن سے گزرے لیکن اس کے باوجود انہوں نے اصحاب صفہ کی استقامت' اور عظمت وعزیمت پر آنچ نہ آنے دی اور دنیا والوں کو یہ بتلا گئے کہ:

ہری ہے شاخ تمنا ابھی جلی تو نہیں
جلی ہے آگ جگر مگر بجھی تو نہیں
جفا کی تیغ سے گردن وفاشعاروں کی
کٹی تو ہے برسرمیداں مگر جھکی تو نہیں

پھر مدارس اسلامیہ کا یہ مبارک سلسلہ' دارالعلوم دیوبند کی وساطت سے نئے سرے اور نئی آن بان سے دنیا بھر میں پھیل گیا۔ جن مدارس کے در و بام سے ہر دور میں آزادی کی اذانیں گونجتی رہیں' جہاں سے قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند ہوتی رہیں' مختلف تحریکوں کا جوش وخروش' جہادی میدانوں کی ولولہ انگیزی اور خانقاہوں کی رونق انہی مدارس کے دم قدم سے قائم رہی۔ انہی مدارس کے فضلاء کی جہد مسلسل کے نتیجے میں ہمیں پاکستان کا تحفہ ملا' قرارداد مقاصد منظور ہوئی' ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں شاہ بطحاؐ کی حرمت پر کٹ مرنے کی سعادت بھی انہی مدارس والوں کے حصے میں آئی' ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوانے کا اعزاز بھی انہی مدارس والوں کو ہی حاصل ہوا' ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیؐ کی بنیاد بھی یہی مدارس دینیہ بنے' روسی سامراج نے افغانستان کو

اپنے پنجہ استبداد میں جکڑنے کی ناپاک جسارت کی تو اس کا راستہ روکنے والے مجاہدین اسلام بھی انہی مدارس کے فیض یافتہ تھے۔

مدارس دینیہ کے اس تاریخی کردار کا بخوبی جائزہ لینے کے بعد عالم کفر اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے اور مسلمانوں کو نیست و نابود کر دینے کے لئے ان مدارس کا خاتمہ کر دیا جائے' اور ان کے دلوں سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نکال دی جائے۔ چنانچہ پہلے مرحلے میں مدارس کے خلاف جھوٹا بے بنیاد اور من گھڑت پروپیگنڈا کیا گیا' عوام اور مدارس کے درمیان نفرت اور دوری کی خلیج حائل کرنے کی کوششیں کی گئیں' ارباب مدارس کو ہر طعنے اور ہر دشنام کا نشانہ بنایا گیا' اور پھر اس کے بعد یہ طے کیا گیا کہ ان مدارس سے قرآن و سنت' تقویٰ و طہارت اور غیرت وخودی کا خاتمہ کر دیا جائے' یہاں سے مجاہدوں کو اٹھا کر مجاوروں کو بٹھا دیا جائے' ان مدارس سے علمأ کرام کا رشتہ منقطع کر کے' ان کا انتظام و انصرام ان لوگوں کے سپرد کر دیا جائے جو لفظ زکوۃ اور مشکوۃ کے صحیح تلفظ تک کی ادائیگی سے قاصر ہیں' جنہیں اذان ''بجتا ہوا'' سنائی دیتا ہے' جو دین کی ابجد سے بھی ناواقف ہیں' جنہوں نے زندگی بھر کبھی مسجد و مدرسہ کا منہ تک نہیں دیکھا' پاکستان میں آرڈی نینس یہ تیار ہوا تھا کہ ملک میں بدمعاشی کے اڈے اور فحاشی کے مراکز قائم کرنے پر تو کوئی قدغن نہیں لیکن مدارس کے قیام کے لئے این او سی لینا ضروری ہے۔ ملک میں اربوں' کھربوں ڈالر ہڑپ کر جانے والے غداران ملک وملت این جی اوز سے کوئی پوچھنے والا نہیں' لیکن مدارس کا آڈٹ کرانا ضروری قرار دیا گیا تھا' اور آڈٹ وہ لوگ کرنا چاہتے تھے جن کے چہرے بدعنوانیوں کی کالک سے سیاہ ہیں اور جن کے دامن کرپشن کے داغوں سے داغدار ہیں۔ ماضی کی طرح اب کی بار بھی الحمدللہ! مدارس کے خلاف ہونے والی سازشیں' شرارتیں' اوچھے ہتھکنڈے اور آر ڈی نینس وغیرہ ناکام ونامراد ٹھہرے۔

باوثوق ذرائع سے یہ بات سامنے آرہی ہے کہ مدارس کے خلاف کچھ عرصہ قبل ہونے والی سازشوں کے پس پردہ قادیانی عناصر کا بھرپور ہاتھ تھا۔ فتنہ قادیانیت کی بنیاد ہی اسلام دشمنی پر رکھی گئی تھی۔ قادیانی گروہ کسی صورت میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ کا آخری دین' دین اسلام اپنی اصلی حالت میں لوگوں تک پہنچے' کیونکہ اس صورت میں قادیان کی جھوٹی نبوت کا سکہ کسی صورت میں معاشرے میں نہیں چل سکتا۔ اس لئے قادیانی افراد' جو ملک کی کلیدی آسامیوں پر براجمان ہیں' دن رات اس قسم کی سازشوں میں مصروف نظر آتے ہیں۔ حکومت کا فرض بنتا ہے کہ ایسے عناصر کو فوراً ان کے عہدوں سے برطرف کرے تاکہ اسلامیان پاکستان ان کی سازشوں سے محفوظ رہ سکیں۔

☆☆............☆☆

اچھی باتیں

☆ لوگ حالات کو بدلنے کی کوشش میں عمر گزار دیتے ہیں مگر اپنے آپ کو بدلنے کی ایک لمحے کے لئے بھی کوشش نہیں کرتے۔

☆ بے وقوف کا دل اس کی زبان پر ہوتا ہے مگر عقلمند کی زبان اس کے دل میں ہوتی ہے۔

☆ کمینہ اگر اچھا لباس بھی پہن لے تو اسے اپنی مسند پر جگہ نہ دو کیونکہ جوتا اگر سونے کا بھی ہو تو سر پر نہیں رکھا جاتا۔

☆ زندگی گزارنے کا فن مصائب کو ختم کر دینے میں نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ پرورش پانے میں ہے۔ (مرسلہ: محمد اسلم شاہد)

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار' میٹھادر' کراچی

منقبت سیدنا حضرت امام حسنؓ

سید عابد حسین عابد

مرحبا اے راکب دوش رسولؐ
محسن امت جگر گوش بتولؐ

نام بھی رکھا نبیؐ نے جنتی
دنیا پہلے نام سے واقف نہ تھی

آپؓ کی نظر بصیرت سے بچی
ورنہ امت جنگ میں ہی تھی گھری

وہ مشابہ کس قدر نانا سے تھے
سارے اہل بیت میں کوئی نہ تھے

حلم میں ملتی نہیں ان کی مثال
طعنے سنتے تھے عدو کے خوش خصال

تھے سخاوت میں بھی اپنی خود مثال
لاکھوں درہم دے دیئے وقت سوال

پا پیادہ حج کئے پچیس بار
راہ حق میں خرچ کرتے بے شمار

تھی سخن میں آپ کی شیریں زبان
سامعین تھے شوق سے سنتے بیان

چاہا مرقد قرب نانا میں بنے
پر مخالف راہ میں آڑے رہے

شفقت مادر نے آ کر جوش میں
لایا سلایا اپنی ہی آغوش میں

حرص سے جعدہ خسارے میں پڑی
چھوڑ کر جنت وہ دوزخ میں گری

تھے مناقب نامکمل اب تلک
جد امجد کے نہ لکھتا جب تلک

وقت کے تاریخ نویسوں سے گلہ
کیا دیا خدمات کا ان کی صلہ

کاش عابد کی پہنچ ہوتی وہاں
رقم کرسکتا مناقب سب جہاں

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموس رسالت اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ

تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف :

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی جماعت ہے۔ ☆ یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔

☆ تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ ☆ اندرون و بیرون ملک ۵۰ دفاتر و مراکز ۲ا دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔

☆ لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو، عربی، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کیے جاتے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیرِ اہتمام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی اور ماہنامہ "لولاک" ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔

☆ چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالی شان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے۔ جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، مدرسہ اور دار التصنیف بھی مصروفِ عمل ہیں۔

☆ ملک بھر میں اہلِ اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔

☆ ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین، تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔

☆ اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ ☆ افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ سب : اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں : مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں

☆ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ اسے شرعی طریقہ سے مصرف میں لایا جا سکے۔

اکاؤنٹ نمبر: UBL-3464 حرم گیٹ برانچ ملتان، NBL-7734, PB-310 حسین آگاہی ملتان

اکاؤنٹ نمبر: NBL-300487-9 ایم اے جناح روڈ برانچ، ABL-927.-2 بنوری ٹاؤن برانچ کراچی

شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

حضرت سید نفیس الحسینی
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کے لئے مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان، فون: 514122, Fax:542277

دفتر ختم نبوت، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: 7780337 - 7780340